﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد15 | جمعۃ المبارک22رفروری2008ء | 15رصفر 1429 ہجری قمری ❁ 22رتبلیغ 1387 ہجری شمسی | شمارہ08

علم چھپانے والا

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس نے علم کو چھپایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائے گا۔

(صحیح ابن حبّان جلد ا صفحہ 298حدیث نمبر 96)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہم نے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زیؔد اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکؔر کی درد ِسر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دُور ہونا کس قانون پر مبنی ہے اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کرسکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دُور کرسکتا ہے۔

تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے۔ کیا کسی نے سُنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو۔ اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو۔

کیا خدا بھی مرا کرتا ہے؟ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعویٰ ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کیلئے جان دی

’’اور پھر ایک اور بات پر بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانونِ قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دُعا بھی قبول کرتا ہے۔ مگر یہ ہم نے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زیؔد اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکؔر کی درد ِسر جاتی رہے۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دُور ہونا کس قانون پر مبنی ہے۔ اور وہ کونسا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کرسکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دُور کرسکتا ہے۔ بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے۔ کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خداپرستی کا مادہ تھا۔ مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر ایک طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوشوں کا حال ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ اگر یہ خودکشی مسیح سے بالارادہ ظہور میں آئی تھی تو بہت بے جا کام کیا۔ اگر وہی زندگی وعظ و نصیحت میں صرف کرتا تو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ اِس بے جا حرکت سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوا۔ ہاں اگر مسیح خودکشی کے بعد زندہ ہوکر یہودیوں کے رُوبرو آسمان پر چڑھ جاتا تو اس سے یہودی ایمان لے آتے۔ مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر چڑھنا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔

اور پھر تثلیث کا عقیدہ بھی ایک عجیب عقیدہ ہے۔ کیا کسی نے سُنا ہے کہ مستقل طور پر اور کامل طور پر تین بھی ہوں اور ایک بھی ہو۔ اور ایک بھی کامل خدا اور تین بھی کامل خدا ہو۔ عیسائی مذہب بھی عجیب مذہب ہے کہ ہر ایک بات میں غلطی اور ہر ایک امر میں لغزش ہے اور پھر باوجود ان تمام تاریکیوں کے آئندہ زمانہ کیلئے وحی اور الہام پر مُہر لگ گئی ہے۔ اور اب ان تمام اناجیل کی غلطیوں کا فیصلہ حسب اعتقاد عیسائیوں کی وحی جدید کی رُو سے تو غیر ممکن ہے کیونکہ اُن کے عقیدہ کے موافق اب وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اب تمام مدار صرف اپنی اپنی رائے پر ہے جو جہالت اور تاریکی سے مبرّا نہیں۔

اور ان کی انجیلیں اس قدر بیہودگیوں کا مجموعہ ہیں جو ان کا شمار کرنا غیر ممکن ہے۔ مثلاً ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور دوسروں کے گناہوں کی سزا میں اس کے لئے صلیب تجویز کرنا اور تین دن تک اُس کو دوزخ میں بھیجنا۔ اور پھر ایک طرف خدا بنانا اور ایک طرف کمزوری اور دروغگوئی کی عادت کو اُس کی طرف منسوب کرنا۔ چنانچہ انجیلوں میں بہت سے ایسے کلمات پائے جاتے ہیں جن سے نعوذ باللہ حضرت مسیح کا دروغگو ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً وہ ایک چور کو وعدہ دیتے ہیں کہ آج بہشت میں تو میرے ساتھ روزہ کھولے گا۔ اور ایک طرف وہ خلاف وعدہ اُسی دن دوزخ میں جاتے ہیں اور تین دن دوزخ میں ہی رہتے ہیں۔ ایسا ہی انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان آزمائش کے لئے مسیح کو کئی جگہ لئے پھرا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسیح خدا بن کر بھی شیطان کی آزمائش سے نہ بچ سکا اور شیطان کو خدا کی آزمائش کی جرأت ہوگئی۔ یہ انجیل کا فلسفہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اگر درحقیقت شیطان مسیح کے پاس آیا تھا تو مسیح کیلئے بڑا عمدہ موقع تھا کہ یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتا کیونکہ یہودی حضرت مسیح کی نبوت کے سخت انکاری تھے۔ وجہ یہ کہ ملاکی نبی کی کتاب میں سچّے مسیح کی یہ علامت لکھی تھی کہ اس سے پہلے الیاس* نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ پس چونکہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اس لئے یہودی اب تک حضرت عیسیٰؑ کو مفتری اور مکار کہتے ہیں۔ یہ یہودیوں کی ایسی حجت ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور شیطان کا مسیح کے پاس آنا یہ بھی یہودیوں کے نزدیک مجنونانہ خیال ہے۔ اکثر مجانین ایسی ایسی خوابیں دیکھا کرتے ہیں۔ یہ مرض کابوؔس کی ایک قسم ہے۔ اس جگہ ایک محقق انگریز نے یہ تاویل کی ہے کہ شیطان کے آنے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا تھا۔ مگر مسیح شیطانی الہام سے متاثر نہیں ہوا۔ ایک شیطانی الہاموں میں سے یہ تھا کہ مسیح کے دل میں شیطان کی طرف سے یہ ڈالا گیا کہ وہ خدا کو چھوڑ دے اور محض شیطان کے تابع ہو جائے۔ مگر تعجب کہ شیطان خدا کے بیٹے پر مسلّط ہوا اور دنیا کی طرف اس کو رجوع دیا حالانکہ وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔ پھر خدا ہونے کے برخلاف وہ مرتا ہے۔ کیا خدا بھی مرا کرتا ہے؟ اور اگر محض انسان مرا ہے تو پھر کیوں یہ دعویٰ ہے کہ ابن اللہ نے انسانوں کیلئے جان دی۔ اور پھر وہ ابن اللہ کہلا کر قیامت کے وقت سے بھی بے خبر ہے جیسا کہ مسیح کا اقرار انجیل میں موجود ہے کہ وہ باوجود ابن اللہ ہونے کے نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ باوجود خدا کہلانے کے قیامت کے علم سے بے خبر ہونا کس قدر بیہودہ بات ہے بلکہ قیامت تو دُور ہے اس کو تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ جس درخت انجیر کی طرف چلا اُس پر کوئی پھل نہیں‘‘۔

* ’’اس زمانہ میں یہودی لوگ الیاس نبی کے دنیا میں دوبارہ آنے اور آسمان سے اُترنے کے ایسے ہی منتظر تھے جیسے کہ آجکل ہمارے سادہ طبع مولوی حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے اُترنے کے منتظر ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کو ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کی تاویل کرنی پڑی۔ اسی وجہ سے یہودی اب تک ان کو سچا نبی نہیں جانتے کہ الیاس آسمان سے نہیں اُترا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے یہودی تو واصل جہنم ہوئے۔ اب اسی طمع خام میں مسلمان گرفتار ہیں۔ یہ سراسر یہودیوں کا رنگ ہے۔ خیر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوگئی۔ منہ‘‘ (چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد20 صفحہ 347 تا349 مطبوعہ لندن)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

حدیث:۔ علقمہ بن وقاص لیثی نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ سے جبکہ وہ منبر پر تھے؛ سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اعمال تو نیتوں ہی پر ہیں اور یہ کہ ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس نے دنیا کے پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی، اس کی ہجرت اُسی امر کے لئے ہوگی جس کی خاطر اس نے یہ ہجرت کی۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی۔ کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہ ﷺ)

تشریح:۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو ایک تہائی اسلام قرار دیا ہے اور بعض نے ایک تہائی علم کا۔ اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بڑھ کر پر حکمت، پر معانی اور کوئی حدیث نہیں۔ (فتح الباری جزء اول صفحہ 14)

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس ایک جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور یہ جملہ درحقیقت بطور اس اصل الاصول کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ وار اور اعمال کی جواب دِہ ہستی بنا دیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تھوڑی سی وضاحت کرنی ازبس ضروری معلوم ہوتی ہے......۔

1۔ علماء اسلام نے فعل اور عمل کے درمیان یہ فرق بتلایا ہے کہ فعل طبعی حرکت کو کہتے ہیں جس میں نیت کا دخل نہیں اور عمل وہ فعل ہے جس میں نیت کا دخل ہو جو بالارادہ قصداً کیا جائے، جس کے کرنے پر انسان کا طبعی فعل اچھا یا برا کہلاتا ہے اور اس لئے وہ انعام یا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس تعریف کو مدنظر رکھ کر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کا یہ مفہوم ہوگا کہ طبعی افعال کو عملی یا اخلاقی حیثیت نیتوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ان معنوں کے اعتبار سے بِالنِّیَّاتِ میں (ب) سببیہ ہے۔

2۔ دوسرا مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ اعمال نیتوں ہی کے ساتھ انجام پاتے ہیں۔ کام کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے۔ محض خیال یا آرزو یا میلانِ طبع یا رغبت یعنی دل کی پسندیدگی یا چاہت کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ نیت جس کا ماخذ "نواۃ" ہے اعمال کے لئے گٹھلی یا بیج کا وہ درمیانی گودا ہے جس میں زندگی کی ساری قوتیں جمع ہوتی ہیں اور جس سے کونپلیں پھوٹتی ہیں اور اعمال کا درخت پھلتا، پھولتا اور پھیلتا ہے۔

3۔ لفظ "اِنَّمَا" جو حصر کے لئے آتا ہے اس کا مفہوم اردو میں (ہی) کے لفظ سے ہم ادا کرتے ہیں۔ اس لفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے تیسرے معنے یہ ہوں گے کہ انسانی اعمال کے پیچھے ضرور ہے کہ نیتیں درپردہ کام کر رہی ہوں۔ یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان کام تو کر رہا ہو مگر اس کے پیچھے کوئی نیت نہ ہو۔ اگر کوئی نیت نہیں تو وہ فعل محض ایک طبعی حرکت ہوگی جس کو کوئی عملی حیثیت حاصل نہیں ہوسکتی۔

4۔ اس حدیث کا ایک چوتھا مفہوم بھی ہے جس کی طرف امام بخاری علیہ الرحمۃ گئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نتائج کے اعتبار سے اعمال کی اہمیت نیتوں پر موقوف ہے جس قدر قوت اور سنجیدگی نیت میں ہوگی اسی قدر قوت اور سنجیدگی سے عمل بھی صادر ہوگا۔ نیز اسی نسبت سے اس کے ساتھ انسان کے باقی اعمال بھی متاثر ہوں گے۔ ایک شخص جو گھر بنانے کی نیت کر لیتا ہے، اس نیت کے ساتھ معاً اس کے عام اخراجات کی اقتصادی حالت میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی بلکہ وہ آمدنی کے اور نئے نئے ذرائع سوچے گا اور اس کے لئے عمل کی نئی نئی صورتیں پیدا کرے گا۔ محنت و مشقت برداشت کرے گا۔ اس کے کھانے پینے اور سونے جاگنے، اس کی خوشی اور راحت کی گھڑیوں وغیرہ سب میں فرق آجائے گا۔ غرض نیت میں جس قدر پختگی، جس قدر وضاحت، جس قدر یقین، جس قدر وسعت و بلندی و ہمت ہوگی؛ ٹھیک اسی تناسب سے اعمال بھی متاثر ہوں گے اور وہ مختلف شکل اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ یہی ایک سربستہ راز ہے انسان کی ترقی کا اور اس کی ساری عملی زینت کا۔

5۔ اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ ناجائز اعمال کو اچھی نیت سے جائز بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً رشوت اس لئے لیتے ہیں کہ صدقہ کریں۔ مگر یہ جائز نہیں۔ اور اس اعتبار سے پانچویں معنے حدیث کے یہ ہوں گے کہ اعمال کی صحت تو نیتوں کی صحت کے ساتھ ہے۔ نہ برا عمل اچھی نیت سے نیک بن جاتا ہے اور نہ بری نیت سے کوئی عمل جو بظاہر نیک ہو، نیک ہوتا ہے، جیسے ریا کی نماز۔

(صحیح بخاری ترجمہ و شرح تحریر فرمودہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ
جلد اول۔ مطبوعہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

❁❁❁❁❁

اوڑھ کر آئین کا جھوٹا لبادہ اس برس
بن گیا مُلّا کا بچہ شاہزادہ اس برس

جھوٹ کے اس عہد میں شوخی سے ٹخنے جوڑ کر
ایک جھوٹے نے کیا اک اور وعدہ اس برس

دیکھیے کیا غیب سے ظاہر ہو ، وہ نکلا تو ہے
میرے قتلِ عام کا کر کے ارادہ اس برس

جھوٹ بولا ہے جو اس نے مصطفیٰؐ کے نام پر
اس کا اخباروں میں اب ہو گا اعادہ اس برس

ہر طرح کے مجھ پہ اب بہتان باندھے جائیں گے
جھوٹ سے جھوٹے کریں گے استفادہ اس برس

قوم کی ناموس کو ظالم نے گروی رکھ دیا
بک گیا جتنا بھی تھا غیرت کا مادہ اس برس

ان بھری گلیوں میں ہو گا کوئی تو رجلِ رشید
کہہ سکے جو اس کے منہ پر حرفِ سادہ اس برس

حسبِ سابق بیچ کھانے کے لیے شاہ و وزیر
بانٹ لیں گے ملک کو پھر آدھا آدھا اس برس

کیفرِ کردار کو پہنچیں گے سب مذہب فروش
کر دیے جائیں گے مجرم بے لبادہ اس برس

ق

منزلیں کیوں جاگ اٹّھی ہیں سرِ شامِ فراق
کس حسیں کا منتظر ہے جادہ جادہ اس برس

حیدرِ کرّار کے دیدار کی حسرت لیے
ایک خلقت راہ میں ہے ایستادہ اس برس

جب بھی وہ گزریں سرِ شہرِ فراقِ آرزو
پھینک دیجے راہ میں میرا برادہ اس برس

جب دریچے فرش کے مضطر ! مقفل ہو گئے
عرش کے در ہو گئے ہم پر کشادہ اس برس

(چوہدری محمد علی مضطر عارفی)

میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا

12 مارچ 1944ء کو لاہور میں ولولہ انگیز خطاب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جس مصلح موعود فرزند کی خبر دی تھی اس پیشگوئی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 12 مارچ 1944ء کو لاہور میں جو خطاب فرمایا اس کے بعض اقتباسات ہدیہ قارئین ہیں۔ (مدیر)

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداتعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! میرے ہاتھ پر اسلام کی تائید میں کوئی ایسا نشان دکھا جسے دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو کہ ایسا نشان انسانی تدبیر اور کوشش سے ظاہر نہیں ہوسکتا۔ مزید برآں یہ نشان ایسا ہو جو رسول کریم ﷺ اور قرآن کریم کی حقانیت کو روشن کرے اور خدا کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ آپ ہوشیارپور جائیں اور وہاں اِس مقصد کے لئے دعا کریں۔ اِس پر آپ صرف تین آدمیوں کے ساتھ ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اِن میں سے ایک کھانا پکاتا تھا، ایک سَودا لاتا تھا اور ایک دروازے پر بیٹھا رہتا تھا تاکہ کوئی شخص آپ سے ملنے کے لئے اندر نہ جائے۔ وہاں ایک مکان میں جواُن دنوں شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کا طویلہ کہلاتا تھا آپ فروکش ہوئے۔......اس کے بالا خانہ پر بیٹھ کر آپ چالیس دن مسلسل اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کرتے رہے کہ اے خدا! اسلام کی شوکت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے اظہار کے لئے مجھے کوئی ایسا نشان دے جو لوگوں کے لئے ناقابل انکار ہو اور جس کو دیکھ کر وہی لوگ انکار کرسکیں جو ضد کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ اُس وقت آپ پر وہ الہامات نازل ہوئے جو 20رفروری 1886ء کے اشتہار میں درج ہیں۔ جس وقت آپ نے یہ اعلان کیا اُس وقت آپ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہ تھا، جبکہ جماعت احمدیہ کا وجود بھی ابھی تک قائم نہیں ہوا تھا۔ یہ اشتہار 1886ء کا ہے اور آپ نے لوگوں سے بیعت اِس اشتہار کے تین سال بعد 1889ء میں لی ہے۔ گویا بیعت سے تین سال پہلے 1886ء میں خداتعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ تمہارے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور وہ یہ یہ صفات اور کمالات اپنے اندر رکھتا ہوگا جیسا کہ میں ابھی اُن کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کروں گا۔ بہرحال آپ نے یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت شائع فرمادی اور دنیا میں اعلان فرمادیا کہ میرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کے عروج کا باعث ہوگا۔ جب آپ نے یہ پیشگوئی شائع فرمائی لوگوں نے شور مچا دیا کہ بیٹا ہونا کونسی بڑی بات ہے ہمیشہ لوگوں کے ہاں بیٹے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ حالانکہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب آپ کو یہ الہام ہوا اُس وقت آپ کی عمر 52 سال کی تھی اور اُس وقت آپ نے یہ بھی شائع فرمادیا تھا کہ میری اور بھی بہت سی اولاد ہوگی جن میں سے کچھ زندہ رہیں گے اور کچھ بچپن میں فوت ہوجائیں گے اور یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ چار لڑکوں کا میرے ہاں پیدا ہونا ضروری ہے۔ غرض آپ نے یہ پیشگوئی اُس وقت کی جب آپ کی عمر 52 سال کی تھی اور 52 سال کی عمر میں خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جن کی آئندہ اولاد ہونی بند ہوجاتی ہے لیکن اگر اولاد ہو بھی تو کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹے پیدا ہوں گے۔ یا اگر بیٹے ہوں تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ زندہ رہیں گے۔ اور اگر بعض بیٹے زندہ بھی رہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ چار ضرور ہوں گے۔ غرض کوئی شخص اپنی طرف سے ایسی بات نہیں کہہ سکتا جب تک خدا اُسے خبر نہ دے۔ بہرحال لوگوں نے اعتراض کیا کہ بیٹا ہونا کونسی بڑی بات ہے لوگوں کے ہاں ہمیشہ بیٹے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں اور کبھی کسی نے اِس کو نشان قرار نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ اوّل تو میری عمر اِس وقت بڑھاپے کی ہے۔ جوانی میں بھی انسان کی زندگی کا اعتبار نہیں ہوتا مگر بڑھاپے میں تو ایک دن کے لئے بھی انسان وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ زندہ رہے گا کجا یہ کہ وہ اِس قدر لمبا عرصہ رہے کہ اُس کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوجائیں۔

پھر اصل سوال یہ نہیں کہ اِس عمر میں بچے پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ بعض دفعہ سَو سال کی عمر میں بھی انسان کے ہاں بچہ پیدا ہوجاتا ہے لیکن کیا اِس شان کا بیٹا بھی اتفاقی طور پر پیدا ہوسکتا ہے جس شان کا بیٹا پیدا ہونے کی مَیں خبر دے رہا ہوں۔ کیا یہ میرے اختیار کی بات ہے کہ میں بیٹا پیدا کروں اور وہ بیٹا بھی ایسا جو دنیا کے کناروں تک شہرت پائے اور خداتعالیٰ کا کلام اُس پر نازل ہو۔ اگر ایسی پیشگوئی کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے بنالی تو ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب نَعُوذُ بِاللّٰهِ خدا ہیں کیونکہ باتیں آپ نے وہ کہیں جو خداتعالیٰ کے سِوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا اور اگر وہ خدا نہیں اور اگر مرزا صاحب کو خدا قرار دینا یقیناً شرک ہے، وہ اُس کے بندوں میں سے ایک بندے تھے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ باتیں جو انہوں نے کہیں ناممکن ہے کہ کوئی انسان اپنی طرف سے کہے اور پھر وہ پوری ہوسکیں۔

تین کو چار کرنے والا

چنانچہ انہی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی یہ بھی تھی کہ وہ لڑکا تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اِس کے معنی اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمجھ میں نہیں آئے مگر اِن الفاظ میں جو بات بیان کی گئی تھی وہ 1889ء میں آکر پوری ہوگئی۔ پیشگوئی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اُس لڑکے کا نام محمود ہوگا اور چونکہ اُس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا اِس لئے میرا پورا نام بشیرالدین محمود احمد رکھا گیا اور خداتعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ جو پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا یہ اَمر کئی رنگوں میں میرے ذریعہ سے پورا ہوگیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک بات یہ ہے کہ یہ پیشگوئی 1886ء میں شائع کی گئی تھی۔ پس 1886ء ایک، 1887ء دو، اور 1888ء تین اور 1889ء چار ہوئے اور 1889ء ہی وہ سال ہے جس میں میری پیدائش ہوئی۔ پس تین کو چار کرنے والے کا مطلب یہ تھا کہ آج سے چوتھے سال وہ لڑکا تولد ہوگا۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کے عین چوتھے سال 12رجنوری 1889ء کو میری پیدائش ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان شائع کیا کہ وہ جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی وہ پیدا ہوگیا ہے۔ مگر ابھی اِس بارے میں انکشافِ تام نہیں ہوا کہ یہی وہ لڑکا ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیا گیا تھا یا وہ کسی اور وقت پیدا ہوگا اور آپ نے تفاؤل کے طور پر میرا نام بشیر اور محمود رکھ دیا۔

پھر تین کو چار کرنے والی پیشگوئی ایک اور رنگ میں بھی میرے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی سے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب دو بیٹے ہوئے تیسرا بیٹا ہماری والدہ سے بشیر احمد اوّل پیدا ہوا اور چوتھا مَیں پیدا ہوا۔ گویا پیشگوئی میں بتایا یہ گیا تھا کہ وہ چوتھا بیٹا ہوگا اور اپنی پیدائش کے ساتھ تین بیٹوں کو چار کردے گا۔''

زمین کے کناروں تک شہرت

۞......''اَب یہ جو پیشگوئی ہے اِس کے دو بہت بڑے اور اہم حصے ہیں۔ پہلا حصہ اِس پیشگوئی کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اَب خالی بیٹا ہونے سے آپ کا نام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب تک ایسے کام آپ سے ظاہر نہ ہوتے جن سے ساری دنیا میں آپ مشہور ہو جاتے۔ بعض بڑے بڑے مصنف ہوتے ہیں اور وہ ساری عمر تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے ہیں۔ اِس وجہ سے اُن کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔ بعض بُرے کام کرتے ہیں اور اس وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے چوروں اور ڈاکوؤں کے نام سے بھی لوگ آشنا ہوتے ہیں لیکن بہرحال اُن کی اچھی یا بُری شہرت ساری دنیا تک نہیں ہوتی کسی ایک علاقہ یا ایک حصہ ملک میں اُن کی شہرت ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی تھی کہ وہ آپ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔

پس یہ پیشگوئی اِسی صورت میں عظیم الشان پیشگوئی کہلاسکتی تھی جب آپ کی شہرت غیر معمولی حالات میں ہوتی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔ جب میں پیدا ہوا تو اِس کے دو اڑھائی ماہ کے بعد آپ نے لوگوں سے بیعت لی اور اِس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد دنیا میں قائم ہوگئی''۔

مخالفتوں کی انتہاء

۞......''23رمارچ 1889ء کو ہمارے سلسلہ کی بنیاد پڑی ہے اور اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو حالت تھی وہ اِس سے ظاہر ہے کہ تمام مسلمان آپ کے دشمن تھے۔ اپنے کیا اور بیگانے کیا، رشتہ دار کیا اور غیر رشتہ دار کیا، سب آپ کی مخالفت کرنے لگ گئے یہاں تک کہ گورنمنٹ کی نظروں میں بھی آپ کا دعویٰ کھٹکنے لگا کیونکہ آپ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مہدی ہوں اور مہدی کے متعلق مسلمانوں میں مشہور تھا کہ وہ کُفّار کا خون بہائے گا۔ پس گورنمنٹ کو شبہ پڑا کہ ایسا نہ ہو اِس کے ذریعہ دنیا میں کوئی فساد پیدا ہو۔ چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے اُس وقت قادیان میں ہمیشہ ایک کانسٹیبل رہتا تھا اور جو شخص بھی آپ سے ملنے کے لئے آتا اُس کا نام نوٹ کر کے وہ گورنمنٹ کو اطلاع دے دیتا اور اگر کبھی کوئی سرکاری افسر احمدی ہوجاتا تو بالا افسر اُسے اشاروں ہی اشاروں میں سمجھاتے کہ گورنمنٹ کی نظر میں یہ فرقہ اچھا نہیں سمجھا جاتا تمہیں اِس میں شامل ہونے سے اجتناب اختیار کرنا چاہئے۔ یہ مخالفت آخر بڑھتے بڑھتے اتنی شدید ہوئی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بچپن سے آپ کے دوست تھے اور ہمیشہ آپ سے تعلقات رکھتے تھے جنہوں نے براہین احمدیہ پر ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا وہ بھی آپ کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں یہ الفاظ لکھے کہ مَیں نے اِس شخص کو بڑھایا تھا اور اَب مَیں ہی اِس کو گراؤں گا۔......''

۞......''......تو دنیا جس قدر مخالفت کرسکتی تھی اُس نے کی مگر باوجود اِس کے ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک اور ایک کے بعد ایک اِس سلسلہ میں داخل ہونا شروع ہوا۔ ہندوستان کے ہر گوشہ سے لوگ آئے اور اِس جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر صرف ہندوستان میں ہی نہیں افغانستان میں بھی یہ سلسلہ پھیلا۔......''

خلافت حقّہ کا قیام

۞......''...... جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوئے اور لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اَب مرزا صاحب تو فوت ہوگئے ہیں اِس سلسلہ کا اَب خاتمہ سمجھو۔ تب اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خلیفہ مقرر کریں۔ چنانچہ سب جماعت نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ خلیفہ اوّل مقرر ہوئے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ جماعت کا شیرازہ بکھرا نہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوگیا ہے تو انہوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ سب ترقی حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وجہ سے اِس سلسلہ کو حاصل ہورہی تھی۔ وہ پیچھے بیٹھ کر کتابیں لکھتے اور مرزا صاحب اپنے نام سے شائع کردیتے تھے۔ بس اِس کی زندگی تک اِس سلسلہ نے ترقی کرنی ہے، مولوی

نورالدین صاحب کے مرتے ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔مگر خدا کی قدرت ہے اپنے تمام زمانہ خلافت میں حضرت خلیفہ اوّل نے ایک کتاب بھی نہ لکھی اور اِس طرح وہ اعتراض باطل ہو گیا جو مخالف کرتے رہتے تھے کہ کتابیں مولوی نورالدین صاحب لکھتے ہیں اور نام مرزا صاحب کا ہوتا ہے بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل کا طرزِ تحریر ہی بالکل اور رنگ کا تھا۔ مگر بہرحال لوگوں نے یہ سمجھا کہ حضرت مولوی صاحب تک ہی اِس سلسلہ کی زندگی ہے اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا مگر وہ خدائے واحد وقہار جس نے بانی سلسلہ احمدیہ کو خبر دی تھی کہ تیرا ایک بیٹا ہوگا جو تیرا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا اور دین اسلام کی شوکت قائم کرنے کا موجب ہوگا اُس نے مخالفوں کی اِس امید کو بھی خاک میں ملا دیا۔آخر وہ وقت آ گیا جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہوئی۔اُس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جماعت کے ایک برسر اقتدار حصہ نے جس کے قبضہ میں صدر انجمن احمدیہ تھی، جس کے قبضہ میں خزانہ تھا اور جس کے زیر اثر جماعت کے تمام بڑے بڑے لوگ تھے کہنا شروع کر دیا کہ خلافت کی ضرورت نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب جیسے سحر البیان لیکچرار، مولوی محمد علی صاحب جیسے مشہور مصنف، شیخ رحمت اللہ صاحب جیسے مشہور تاجر، مولوی غلام حسین صاحب جیسے مشہور عالم جن کے سرحدی علاقہ میں اکثر شاگرد ہیں، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جیسے بارسوخ اور صاحب جائداد ڈاکٹر یہ سب ایک طرف ہو گئے اور اِن لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ایک بچہ کو بعض لوگ خلیفہ بنا کر جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

وہ بچہ جس کی طرف ان کا اشارہ تھا مَیں تھا۔اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی اور اللہ بہتر جانتا ہے مجھے قطعاً علم نہیں تھا کہ میرے متعلق یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ میں جماعت کا خلیفہ بنوں۔اللہ تعالیٰ گواہ ہے نہ میں اِن باتوں میں شامل تھا اور نہ مجھے کسی بات کا علم تھا۔......‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر اندرونی فتنے اور مخالفت

۞......’’......جوں جوں حضرت خلیفہ اوّل کی وفات نزدیک آتی گئی اِن لوگوں نے جماعت میں کثرت کے ساتھ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ آئندہ خلافت کا سلسلہ جاری نہیں ہونا چاہئے۔ جس دن حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے دنیا نے کہا اَب یہ سلسلہ ختم ہو گیا کیونکہ جس شخص پر اِس سلسلہ کا تمام انحصار تھا وہ اُٹھ گیا۔اُس دن جب مخالفوں کی زبان پر یہ تھا کہ یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ میں نے جماعت کو تفرقہ سے بچانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب سے گفتگو کی اور میں نے اُن سے کہا کہ آپ کسی شخص کو خلیفہ مقرر کریں میں اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔مَیں نے اُن سے یہ بھی کہا کہ جب میں بیعت کر لوں گا تو وہ لوگ جو میرے ساتھی ہیں وہ بھی میرے ساتھ ہی خود بخود بیعت کر لیں گے اور اِس طرح تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔مگر باوجود میری تمام کوششوں کے آخری جواب مولوی محمد علی صاحب نے یہ دیا کہ آپ جانتے ہیں جماعت والے کس کو خلیفہ مقرر کریں گے اور یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے۔حالانکہ میری نیک نیتی اِس سے ظاہر ہے کہ جس دن عصر کی نماز کے وقت لوگوں نے میری بیعت کی اُسی دن صبح کے وقت میں نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ ہمیں ضد نہیں کرنی چاہئے اگر وہ خلافت کو تسلیم کر لیں تو کسی ایسے آدمی پر اتفاق کر لیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو پھر اِن لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے اور میرے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہلِ بیت نے اِس امر کو تسلیم کر لیا۔ پھر میری یہ حالت تھی کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے چند دن پہلے میں اُس مقام پر گیا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کیا کرتے تھے اور میں نے وضو کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔میری عمر اُس وقت اتنی چھوٹی نہ تھی مگر بڑی بھی نہ تھی۔25 سال میری عمر تھی، میری والدہ موجود تھیں، میری بیوی موجود تھیں اور میرے بچے بھی تھے مگر مَیں نے اُس وقت نیت کر لی کہ چونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری وجہ سے جماعت میں تفرقہ پیدا ہو رہا ہے اِس لئے میں خاموشی سے کہیں باہر نکل جاؤں گا تاکہ میں تفرقہ کا باعث نہ بنوں۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ خدایا! مَیں اِس جماعت میں فتنہ پیدا کرنے والا نہ بنوں تُو میرے دل کو تقویت عطا فرما تاکہ مَیں پنجاب یا ہندوستان کے کسی علاقہ میں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکل جاؤں اور میری وجہ سے کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ اِس کے بعد میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ کہیں نکل کر چلا جاؤں گا مگر خدا کی قدرت ہے دوسرے تیسرے دن ہی اچانک حضرت خلیفہ اوّل کی وفات ہو گئی اور میں اِس جھگڑے میں پھنس گیا۔تب جماعت کے غریب طبقہ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ جو بڑے بڑے لوگ کہلاتے تھے جماعت سے الگ ہو گئے۔ اِن میں سے ایک ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔انہوں نے وہاں سے روانہ ہوتے وقت ہماری عمارتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں کیونکہ جماعت نے ہم سے اچھا سلوک نہیں کیا لیکن تم دیکھ لو گے کہ دس سال کے عرصہ میں اِن جگہوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور احمدیوں کے ہاتھ سے یہ تمام جائدادیں نکل جائیں گی۔اُس وقت میرے ہاتھ پر دو ہزار کے قریب آدمیوں نے بیعت کی، باہر کی اکثر جماعتیں ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ ’’پیغام صلح‘‘ میں لکھا گیا کہ پچانوے فیصدی جماعت ہمارے ساتھ ہے اور صرف پانچ فیصدی جماعت مرزا محمود احمد کے ساتھ ہے۔مگر ابھی دو مہینے نہیں گزرے تھے بلکہ ابھی صرف ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ ساری کی ساری جماعت میری بیعت میں شامل ہو گئی اور پیغام صلح نے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ 95 فیصدی جماعت مرزا محمود احمد کے ساتھ ہے اور صرف پانچ فیصدی ہمارے ساتھ۔ پھر میری مخالفت بھی تھوڑی نہیں ہوئی میرے قتل کی کئی بار کوششیں کی گئیں۔‘‘

خلافت ثانیہ کا ابتدائی دور

۞......’’......جب میں خلیفہ ہوا اُس وقت ہمارے خزانہ میں صرف چودہ آنے کے پیسے تھے اور 18 ہزار کا قرض تھا یہاں تک کہ میں نے اپنے زمانۂ خلافت میں جو پہلا اشتہار لکھا اور جس کا عنوان تھا۔ ’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے‘‘ اُس کو چھپوانے کے لئے بھی میرے پاس کوئی روپیہ نہ تھا۔اُس وقت ہمارے نانا جان کے پاس کچھ چندہ تھا جو اُنہوں نے مسجد کے لئے لوگوں سے جمع کیا تھا اُنہوں نے اُس چندہ میں سے دوسَو روپیہ اِس اشتہار کے چھپوانے کے لئے دیا اور کہا کہ جب خزانہ میں روپیہ آنا شروع ہو جائے گا تو یہ دوسَو روپیہ ادا ہو جائے گا۔غرض وہ روپیہ اُن سے قرض لے کر یہ اشتہار شائع کیا گیا۔مگر اُس وقت جب جماعت کے سرکردہ لوگ میرے مخالف تھے، جب جماعت کے لیڈر میرے مخالف تھے، جب خزانہ خالی تھا، جب صرف چودہ آنے کے پیسے اس میں موجود تھے، جب اٹھارہ ہزار کا انجمن پر قرض تھا، جب انجمن کی اکثریت میری مخالف تھی، جب انجمن کا سیکرٹری میرا مخالف تھا، جب مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر میرا مخالف تھا میرے یہ الفاظ ہیں جو میں نے خدا کے منشاء کے ماتحت اُس اشتہار میں شائع کئے کہ:

’’خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پر ہو اور خدا کے اِس ارادہ کو اَب کوئی نہیں روک سکتا۔کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کے لئے صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اُس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے خون کے آنسوؤں سے سینچا تھا اُکھاڑ کر پھینک دیں۔جو کچھ ہو چکا ہو چکا مگر اب اِس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اُس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہوگا‘‘۔

پھر میں نے لکھا۔

’’اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔جیسے نبی اکیلا ہی نبی ہوتا ہے اِسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اُس کی مدد میرے شاملِ حال نہ ہو تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔لیکن مجھے اُس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔‘‘

غرض طرح طرح کی مخالفتیں ہوئیں سیاسی بھی اور مذہبی بھی، اندرونی بھی اور بیرونی بھی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں جماعت کو اَور زیادہ ترقی کی طرف لے جاؤں۔چنانچہ یہ جماعت بڑھنی شروع ہوئی یہاں تک کہ آج دنیا کے کونے کونے میں یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیل چکی ہے۔اِسی شہر لاہور میں پہلے جماعت احمدیہ کے صرف چند افراد ہوا کرتے تھے مگر آج ہزاروں کی تعداد میں یہاں جماعت موجود ہے اِسی طرح دنیا کے ہر گوشہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور اسلام کا پیغام میرے ذریعہ سے پہنچ چکا ہے اور وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے متعلق فرمائی تھی وہ میرے وجود میں بڑی شان سے پوری ہو چکی ہے۔ اِس پیشگوئی میں اُنسٹھ باتیں بتائی گئی ہیں۔مگر ان تمام باتوں کے متعلق اس وقت تفصیل سے روشنی نہیں ڈالی جا سکتی۔......‘‘

۞......"1888ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1886ء کے اشتہار کی مزید تشریح کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جو سبز رنگ کے کاغذوں پر شائع ہوا۔ہماری جماعت میں اس اشتہار کا نام ہی ’’سبز اشتہار‘‘ مشہور ہے۔......‘‘

پیشگوئی مصلح موعود پوری ہو چکی

۞......’’......بعض لوگ کہتے ہیں مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی آئندہ نسل سے تین چار سَو سال کے بعد آئے گا موجودہ زمانہ میں نہیں آ سکتا۔مگر ان میں سے کوئی شخص خدا کا خوف نہیں کرتا کہ وہ پیشگوئی کے الفاظ کو دیکھے اور ان پر غور کرے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو لکھتے ہیں اِس وقت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام اپنے اندر نشان نمائی کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے اندر من اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔آپ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں اے خدا! تو ایسا نشان دکھا جو اِن نشان طلب کرنے والوں کو اسلام کا قائل کر دے، تو ایسا نشان دکھا جو اندر من مراد آبادی وغیرہ کو اسلام کا قائل کر دے۔ اور یہ معترض ہمیں بتاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو خدا نے آپ کو یہ خبر دی کہ آج سے تین سَو سال کے بعد ہم تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جو اسلام کی صداقت کا نشان ہوگا۔کیا دنیا میں کوئی بھی شخص ہے جو اِس بات کو معقول قرار دے سکے؟ ......پنڈت لیکھرام، منشی اندر من مراد آبادی اور قادیان کے ہندو تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے متعلق یہ دعویٰ کہ اس کا خدا دنیا کو نشان دکھانے کی طاقت رکھتا ہے ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ ہے اگر اِس دعویٰ میں کوئی حقیقت ہے تو ہمیں نشان دکھایا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے رحمت کا نشان دکھا، تو مجھے قدرت اور قربت کا نشان عطا فرما۔پس یہ نشان تو ایسے قریب ترین عرصہ میں ظاہر ہونا چاہئے تھا جبکہ وہ لوگ زندہ موجود ہوتے جنہوں نے یہ نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔1889ء میں جب میری پیدائش اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت ہوئی تو وہ لوگ زندہ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ نشان مانگا تھا پھر جوں جوں میں بڑھا اللہ تعالیٰ کے نشانات زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتے چلے گئے۔......‘‘

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ایک انسان کی زندگی کا اصل مقصود نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ اور احکامات کی حکمتیں نہیں ہیں بلکہ اصل مقصود تزکیہ نفس ہے اور ہونا چاہئے۔

ایک عظیم رسول کی بعثت کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اس کی قبولیت کے اعلان کے الفاظ میں فرق کی حکمت کا پُر معارف بیان۔

ہم احمدی کہلانے والوں کی اب دوہری ذمہ واری ہے کہ ایک تو اپنے پاک ہونے اور اس کتاب پر عمل کرنے کی طرف مستقل توجہ دیں۔ دوسرے اس پیغام کو ہر شخص تک پہنچانے کے لئے ایک خاص جوش دکھائیں تاکہ کسی کے پاس یہ عذر نہ رہے کہ ہم تک تو یہ پیغام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آج سوائے احمدی کے کوئی نہیں جس کے سپرد امت مسلمہ کے سنبھالنے کا کام کیا گیا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز–فرمودہ یکم فروری 2008ء بمطابق یکم تبلیغ 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرة:130)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (البقرة:152)

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں پہلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جس کا مضمون گزشتہ چند خطبوں سے چل رہا ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہم نے تم میں وہ رسول بھیج دیا جو اس دعا کی قبولیت کا نشان ہے کہ وہ رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے مبعوث ہوا جس نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کرنا تھا اور کیا۔ اس دعا میں مانگی گئی چاروں باتوں کا میں گزشتہ خطبوں میں کچھ حد تک بیان کر چکا ہوں۔ یہ مضمون شروع کرتے وقت میں نے چند جمعے پہلے یہ دونوں آیات پڑھی تھیں اور مختصراً ذکر کیا تھا کہ اس دعا کے مانگنے کے الفاظ میں اور خدا تعالیٰ کے قبولیت کے اعلان کے الفاظ میں ترتیب کا کچھ فرق ہے۔ اس میں ایک حکمت ہے اور حکیم خدا کا کوئی کام بھی بغیر حکمت کے نہیں ہوتا، یونہی نہیں کہ الفاظ آگے پیچھے ہو گئے اور بلا وجہ ہو گئے۔ ان الفاظ کا یعنی اس عظیم رسول کی ان چار خصوصیات کا جو اس اعلیٰ معیار کی تھیں کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اور جو صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی ذات کا ہی خاصہ تھیں۔ (جیسا کہ میں نے اس مضمون کی ابتدا میں کہا تھا کہ اس فرق کو بھی میں بعد میں کچھ بیان کروں گا کہ کیوں یہ فرق ہے؟ تو اس وقت میں وہی کچھ بیان کرنے لگا ہوں۔)

قرآن کریم میں دو اور جگہ (دوسری جگہ پر) بھی یہ بیان ہوا ہے، ایک سورۃ آل عمران میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾۔ (سورۃ ال عمران آیت نمبر 165) یعنی اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

دوسری جگہ سورۃ جمعہ میں ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعة:3) وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

تو یہ دونوں جگہ بلکہ تینوں جگہ جیسا کہ میں نے کہا جہاں قبولیت کا اعلان ہو رہا ہے ترتیب ان آیات میں ایک طرح ہے اور دعا کی ترتیب سے فرق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں تزکیہ کو آخر میں رکھا تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ دعا قبول ہو گئی اور وہ رسول جس کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی یہ یہ کام کرتا ہے تو اس میں تزکیہ کو آیات کی تلاوت کے بعد رکھا ہے۔ اس فرق پر چند مفسرین نے روشنی ڈالی ہے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا جو مفسرین پہلے گزرے ہیں، انہوں نے زیادہ تفصیل بیان نہیں کی۔ مثلاً علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ تزکیہ کو تلاوت آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کے درمیان اس لئے رکھا ہے تاکہ بتایا جائے کہ ان چاروں امور کو ایک بات نہ سمجھ لیا جائے بلکہ چار الگ الگ امور ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ بڑی نعمت ہے۔ دوسری بات کہتے ہیں کہ تلاوتِ آیات کو پہلے اس لئے رکھا گیا ہے کہ تزکیہ کے لئے پہلے مخاطبین کو تیار کرنا ضروری تھا۔ اس کے بعد تزکیہ کو رکھا کیونکہ یہ پہلی صفت ہے جسے مومنوں کو سب سے پہلے اپنانا چاہئے کیونکہ اچھی صفات کو اپنانے سے پہلے بری عادات کو چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد تعلیم کو رکھا گیا کیونکہ ایمان کے بعد ہی تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ تاہم سورۃ بقرہ کی آیت میں تعلیم کو تزکیہ سے پہلے شاید اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ یہ بتایا جائے کہ خوبیوں کو اپنانا زیادہ اہم ہے۔ تو اس طرح دو ایک اور مفسرین نے بھی اس ترتیب کے جو الفاظ ہیں ان پر مختصر بحث کی ہے۔ اس لئے اس فرق کو واضح کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیادہ وسیع تفسیر کی ہے۔ اس سے میں نے استفادہ کیا ہے جو بیان کروں گا۔

دعائے ابراہیمی کی بنیاد اس بات پر ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد اپنے پر نازل ہونے والی وحی

پیش کرتا ہے پھر اپنی تائید میں ہونے والے نشانات اور معجزات کو پیش کرتا ہے۔ پھر جس جس طرح احکامات نازل ہوتے جاتے ہیں وہ احکامات کی حکمتیں بیان کرتا ہے اور آخر کار اس وحی کو سننے، ان معجزات کو دیکھنے جو نبی نے دکھائے ہوتے ہیں اور ان احکامات کو سمجھنے کے بعد پھر جو جماعت تیار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے تقدّس عطا فرماتا ہے۔ یہ پاک لوگوں کی جماعت ہے جو پھر اس پیغام کو آگے پہنچاتی ہے اور غلبہ حاصل کرتی ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں تزکیہ کو سب سے آخر میں رکھنے کی یہ وجہ ہے۔ یہ ایک ظاہری تقسیم ہے۔ اس میں کمزور ایمان والوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ترتیب بیان فرمائی ہے اس میں ایمان میں ترقی اور روحانیت کو پہلے رکھا ہے اور علوم ظاہری والی باتیں بعد میں لی ہیں۔ پس ایمان میں ترقی اور روحانیت میں ترقی اور معرفت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وحی پر ایمان ہو۔ جب یہ ایمان بالغیب ہوگا تو پھر ایسی نظر بھی عطا ہوگی جو ان نشانات اور معجزات کو دیکھنے والی ہوگی۔ اور جب یہ نشانات اور معجزات نظر آئیں گے اور تزکیہ نفس میں ترقی ہوگی تو پھر اس ترقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنانے کی کوشش ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی صفات اپنانے سے ایمان میں پھر مزید ترقی پیدا ہوگی۔ تمام نفسانی کدورتیں صاف ہو جائیں گی۔ تمام آلائشوں سے دل پاک ہو جائے گا۔ پس کتاب اور حکمت پر تزکیہ کے تقدُّم کی یہ وجہ ہے، کیونکہ کتاب پڑھنا، اسے سمجھنے کی کوشش کرنا، اس میں سے حکمتیں تلاش کرنا یہ ظاہری علم کی چیزیں ہیں اور یہ باتیں یعنی کتاب اور حکمت کو آخر پر رکھ کر یہ اشارہ فرمایا کہ ایک انسان کی زندگی کا اصل مقصود نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ اور احکامات کی حکمتیں نہیں ہیں بلکہ اصل مقصود تزکیہ نفس ہے اور ہونا چاہئے۔ اگر ظاہری نمازیں کوئی لمبی لمبی پڑھتا ہے اور نفس کی اصلاح نہیں۔ یا اگر زکوٰۃ دیتا ہے اور ناجائز کمائی کر رہا ہے۔ یا اگر حج کیا ہے اور دل میں یہ ہے کہ دوسروں کو پتہ لگے کہ میں حاجی ہوں یا اس لئے کہ کاروبار زیادہ چمکے۔ کئی کاروباری لوگ اس لئے بھی حج پر جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا ہوا ہے کہ جب میں حج پر گیا تو ایک لڑکا میرے ساتھ حج کر رہا تھا۔ نہ نمازیں تھیں اور نہ دعائیں پڑھ رہا تھا بلکہ کوئی گانے گنگنا رہا تھا تو میں نے پوچھا تم اس لئے حج پر آئے ہو؟ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہماری دکان ہے اور وہی کاروبار مقابلے پر ایک اور آدمی بھی کر رہا ہے اور وہ حج کر کے آیا ہے جس کی وجہ سے اس کا کاروبار زیادہ چمکا ہے تو میرے باپ نے کہا ہے کہ تم بھی جا کر حج کر آؤ۔ مجھے تو پتہ نہیں حج کیا ہوتا ہے اس لئے میں آیا ہوں کہ ہمارا کاروبار چمکے۔ تو یہ حال ہوتا ہے حاجیوں کا۔ اگر اس طرح کے حج ہیں تو پھر اس کتاب کی تعلیم پر عمل بے فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حاجی کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے کسی نیک شخص کی دعوت کی۔ وہ امیر آدمی تھا جو حج کر کے آیا تھا۔ جب وہ بزرگ دعوت پہ آیا تو اس کے سامنے اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ فلاں چیز فلاں طشتری میں رکھ کے لاؤ جو میں پہلے حج پہ لے کے آیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ فلاں چیز فلاں طشتری میں لاؤ جو میں دوسرے حج پہ لے کے آیا تھا۔ پھر کہنے لگا کہ فلاں چیز فلاں طشتری میں لاؤ جو میں تیسرے حج پہ لے کے آیا تھا۔ تو اصل مقصد اس کا یہ بتانا تھا کہ میں نے حج کئے ہیں۔ اس نیک بزرگ مہمان نے کہا۔ تیری حالت بڑی قابل رحم ہے۔ تو نے تو اس اظہار سے اپنے تینوں حج ضائع کر دیئے۔

پس یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ کتاب کی کسی بھی تعلیم پر آپ جو بھی عمل کرتے ہیں اس پر عمل کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔ اس لئے تزکیہ مقدم رکھا گیا ہے اور اس عظیم رسول کے صحبت یافتوں نے اپنے دلوں کا تزکیہ کیا۔ تعلیم تو ساتھ ساتھ اترتی رہی۔ تقویٰ کے معیار بھی بڑھتے رہے۔ لیکن دلوں میں پاکیزگی پہلے پیدا ہوگئی تھی۔ آہستہ آہستہ ترقی تو ہوتی رہی لیکن دل صاف ہو گئے تھے۔ پہلے دن سے ہی ان صحابہ کا تزکیہ ہو گیا تھا۔ اس تزکیہ کی ہی وجہ تھی کہ حکم آتے ہی شراب کے مٹکے توڑے گئے تھے۔ کسی نے دلیل نہیں مانگی۔ حکم پہ عمل کیا۔ تو اصل چیز دلوں کی پاکیزگی ہے جو اس عظیم رسول نے کی۔ آنحضرت ﷺ کی ذات، آپؐ کا ہر عمل، آپ کا اٹھنا بیٹھنا بصیرت رکھنے والوں کے لئے ایک نشان تھا۔

چنانچہ آپؐ کے قریبیوں میں جیسے حضرت خدیجہؓ ہیں، حضرت ابوبکرؓ ہیں، حضرت علیؓ ہیں۔ انہوں نے وحی کے اترنے کے ساتھ ہی آپؐ کو قبول کر لیا تھا اور علم و معرفت میں پھر بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے تفصیلی تعلیم اور حکمتوں کی تلاش نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو کسی نے کہا تیرے دوست نے یہ یہ دعویٰ کیا ہے۔ وہ سیدھے آنحضرت ﷺ کے پاس گئے۔ ان سے پوچھا کہ آپؐ نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس کی تفصیل بتانے کی کوشش کی کہ یہ تعلیم اتری ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ مجھے تعلیم، حکمت اور دلیل نہیں چاہئے۔ میں تو آپ کو بچپن سے جانتا ہوں۔ ایسا زکی انسان کوئی غلط بات نہیں کر سکتا۔ پس یہ جو آیات ہیں اس مزکّی کے ہر ہر لفظ میں ان کی پاک باتوں میں نظر آئیں جنہوں نے ان کو قبول کیا۔ لیکن کور باطن جو تھے وہ واضح آیات اور کتاب کی پاک کرنے والی پُر حکمت تعلیم کو دیکھ کر بھی اس فیض سے محروم رہے۔

پھر تزکیہ کے بعد تعلیم کتاب کو حکمت پر مقدم کیا گیا ہے یعنی کتاب حکمت سے پہلے رکھی گئی ہے کیونکہ اعلیٰ ایمان والا شخص یہ دیکھتا ہے کہ اس کے محبوب کا کیا حکم ہے۔ وہ دلیلوں کی تلاش میں نہیں رہتا۔ بلکہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتا ہے کہ ہم نے حکم سن لیا ہے اور ہم اس کے دل سے فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ ہمارے پچھلے تجربات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ ہر حکم پر عمل کرنے سے ہمارے دلوں کا تزکیہ ہوا ہے۔ اس لئے یقیناً اے نبی ﷺ! تیرے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اترے ہوئے اس حکم میں بھی کوئی حکمت ہو گی۔ چاہے ہمیں اس کی سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ہمارا اصل مقصود تو محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنا ہے جو اس پیارے نبی کے ساتھ جُڑ کر اس کے کہے ہوئے لفظ لفظ پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔ پس حکمتیں تو اس حکم کی جو بھی آئے بعد میں سمجھ آتی رہیں گی لیکن اپنے محبوب کی اطاعت ہم ابھی فوری کرتے ہیں۔ یہ فلسفیوں اور کمزور ایمان والوں کا کام ہے کہ حکمتوں کے سراغ لگاتے پھریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دین العجائز** اختیار کرنے کی اسی لئے تلقین فرمائی ہے۔ لیکن جہاں تکبر اور فلسفہ میں انسان پڑے گا تو تزکیہ نہیں ہو سکتا اور جب آدمی میں تکبر آ جائے تو پھر ایمان میں ترقی تو کیا قبول کرنے کی بھی توفیق نہیں ملتی۔ پس حکمت کا علم ہونا ایک کامل مومن کے لئے، ایمان لانے کے لئے ضروری نہیں ہے اور جس کا ایمان صرف دلائل کی حد تک ہو اس کو حکمت کی بھی ضرورت ہے اور یہ کمزوریٔ ایمان ہونے کی نشانی ہے۔ پس نبی کا تزکیہ کرنا، اس کا حکم دینا اور اس حکم کو ماننا اور نبی کی باتیں سن کر اپنے دلوں کو پاک کرنے کی کوشش، یہ **کامل الایمان** لوگوں کا شیوہ ہے۔ اور ناقص ایمان حکمت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے ہر قسم کی طبائع کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم رسول پر وہ تعلیم اتاری جس میں ہر حکم کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے۔ پس یہ خاصہ ہے آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کا جو ہر قسم کی طبائع اور مزاج کے لوگوں کے لئے مکمل تعلیم ہے۔ کسی کے لئے کوئی فرار کی جگہ نہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **دین العجائز** کو ہی کامل ایمان والوں کا خاصہ فرماتے تھے۔ ہمیں حکمتوں کی بجائے پہلے ایمان میں مضبوطی کی کوشش کرنی چاہئے پھر حکمتیں بھی سمجھ آ جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کا کلام ہمیں یہی سکھلاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ تب نجات پاؤ گے۔ یہ ہمیں ہدایت نہیں دیتا کہ تم ان عقائد پر جو نبی علیہ السلام نے پیش کئے، دلائل فلسفیہ اور براہین یقینیہ کا مطالبہ کرو اور جب تک علوم ہندسہ اور حساب کی طرح وہ صداقتیں کھل نہ جائیں" یعنی ایک اور ایک دو کی طرح ہر چیز ثابت نہ ہو جائے" تب تک ان کو مت مانو۔ ظاہر ہے کہ اگر نبی کی باتوں کو علوم حسیّہ کے ساتھ وزن کر کے ہی ماننا ہے تو وہ نبی کی متابعت نہیں ہے۔ بلکہ ہر یک صداقت جب کامل طور پر کھل جائے خود واجب التسلیم ٹھہرتی ہے۔ خواہ اس کو ایک نبی بیان کرے خواہ غیر نبی"۔ یعنی اگر ظاہری باتوں پر جا کر لینا ہے تو جب سچائی کھل گئی پھر کوئی بھی بات کرے تو لوگ اس کو مان ہی لیتے ہیں۔ وہ ایمان بالغیب نہیں ہوتا۔ غیر نبی بھی کوئی ایسی بات کرے تو وہ بھی لوگ مانتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ:۔ "بلکہ اگر ایک فاسق بھی بیان کرے تب بھی ماننا ہی پڑتا ہے۔ جس خبر کو نبی کے اعتبار پر اور اس کی صداقت کو مسلّم رکھ کر ہم قبول کریں گے وہ چیز ضرور ایسی ہونی چاہئے کہ گو عندالعقل صدق کا بہت زیادہ احتمال رکھتی ہو مگر کذب کی طرف بھی کسی قدر نادانوں کا وہم جا سکتا ہو"۔ یعنی اگر عقلی طور پر دیکھیں تو سچائی اس میں نظر آتی ہو، آ سکتی ہو، مگر اس میں ایسے لوگ ہیں جو پوری طرح سوچتے نہیں اور اس کو جھوٹ کی طرف بھی لے جا سکتے ہوں۔ ایسی بات ہو جو بالکل واضح نہ ہو۔

فرمایا: "تاہم صدق کی شق کو اختیار کر کے اور نبی کو صادق قرار دے کر اپنی نیک ظنی اور اپنی فراست دقیقہ اور اپنے ادب اور اپنے ایمان کا اجر پا لیویں۔ یہی لب لباب قرآن کریم کی تعلیم کا ہے جو ہم نے بیان کر دیا ہے۔ لیکن حکماء اور فلاسفر اس پہلو پر چلے ہی نہیں اور وہ ہمیشہ ایمان سے لاپروا رہے اور ایسے علوم کو ڈھونڈتے رہے جس کا فی الفور قطعی اور یقینی ہونا ان پر کھل جائے۔ مگر یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا حکم فرما کر مومنوں کو یقینی معرفت سے محروم رکھنا نہیں چاہا بلکہ یقینی معرفت کے حاصل کرنے کے لئے ایمان ایک زینہ ہے جس زینہ پر چڑھنے کے بغیر سچی معرفت کو طلب کرنا ایک سخت غلطی ہے لیکن اس زینہ پر چڑھنے والے معارف صافیہ اور مشاہدات شافیہ کا ضرور چہرہ دیکھ لیتے ہیں"۔ ان کو صاف کھلے معارف بھی نظر آ جاتے ہیں جن پر چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو بڑے تسلی دینے والے مشاہدات بھی نظر آتے ہیں۔ "جب ایک ایماندار بحیثیت ایک صادق مومن کے احکام اور اخبار الٰہی کو محض اس جہت سے قبول کر لیتا ہے کہ وہ اخبار اور احکام ایک مخبر صادق کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائے ہیں تو عرفان کا انعام پانے کے لئے مستحق ٹھہر جاتا ہے"۔ یعنی ایک سچا مومن، اللہ تعالیٰ جو احکامات دیتا ہے یا ان کو نبی کی طرف سے جو احکامات ملتے ہیں یا جو اللہ تعالیٰ ان کو خبریں دیتا ہے، ان کو صرف اس لئے قبول کرتا ہے کہ یہ ایک سچے خبر دینے والے نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر خبریں دی ہیں۔ تو پھر اس کو اس کا عرفان بھی حاصل ہوتا ہے۔

فرمایا کہ:۔ "اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے یہی قانون ٹھہرا رکھا ہے کہ پہلے وہ امور غیبیہ پر ایمان لا کر فرمانبرداروں میں داخل ہوں اور پھر عرفان کا مرتبہ عطا کر کے سب عقدے ان کے کھولے جائیں"۔ تو پہلے فرمانبرداری ضروری ہے۔ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد پھر اس

کو عرفان بھی حاصل ہو جائے گا، اس کی حکمتیں بھی معلوم ہو جائیں گی۔" لیکن افسوس کہ جلد باز انسان اِن راہوں کو اختیار نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص ایمانی طور پر نبی کریم ﷺ کی دعوت کو مان لیوے تو وہ اگر مجاہدات کے ذریعہ سے ان کی حقیقت دریافت کرنا چاہے وہ اس پر بذریعہ کشف اور الہام کے کھولے جائیں گے"۔ پہلے ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر مجاہدات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اطلاع دے گا" اور اس کے ایمان کو عرفان کے درجہ تک پہنچایا جائے گا"۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 251 تا 253 حاشیہ۔مطبوعہ لندن)

پس یہ ہے وہ طریق جو ایمان میں کامل بننے والوں کے لئے ضروری ہے۔

پھر ان دو آیات میں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعا کے اعلان کے الفاظ میں ایک اور فرق بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کے آخر میں عرض کی اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم اور اللہ تعالیٰ جب جواب دیتا ہے تو فرماتا ہے وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْن۔ اس فرق کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے عزیز و حکیم صفات کے واسطے سے دعا کی کہ جو کچھ میں مانگ رہا ہوں وہ اپنی سوچ کے مطابق مانگ رہا ہوں لیکن جس زمانے میں یہ نبی مبعوث ہونا ہے اور پھر تا قیامت جس کی آیات اور تعلیم نے تزکیہ بھی کرنا ہے اور حکمت بھی سکھانی ہے اس زمانے کی ضرورتوں کو تُو بہتر جانتا ہے اس لئے اُس وقت اے اللہ تُو اپنی صفت **عزیز** اور **حکیم** کے ساتھ اس زمانے کی ضروریات کو اس نبی کے ذریعہ پورا فرمانا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرما کر اس آیت میں کہ رسول یہ یہ کام کرتا ہے آخر پر فرمایا وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْن یعنی یہ رسول تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ پس اس عظیم نبی پر وہ آیات اور کتاب اتری جن میں ایسی تعلیم بھی ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ اس نبی کی تعلیم میں ایسی باتیں بھی ہیں جو دوسری پرانی تعلیمات سے زائد ہیں۔ بعض ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کا زمانے کے ساتھ ساتھ انسان کو ادراک ہوتا ہے، پتہ لگتا ہے، ظاہر ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض باتوں کا میں گزشتہ خطبوں میں ذکر کر چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں محکمات اور متشابہات کا ذکر کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ (آل عمران:8)۔ یعنی وہی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جس کی بعض آیتیں تو مُحْکَم آیتیں ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور ہیں جو مُتَشَابِه ہیں۔ پس مُحْکَم آیات دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ باتیں بھی میں نے اتاری ہیں جنہیں تم پہلے نہ جانتے تھے اور وہ باتیں بھی ہیں جو پہلی شریعتوں میں آ بھی چکی ہیں۔ بعض ایسی ہیں جو واضح ہیں، بعض ایسی ہیں جن پر سوچنے کی ضرورت ہے۔ مُحْکَم کے معانی لغتوں میں یہ لکھے ہیں کہ جو کسی بھی قسم کی تبدیلی یا تحریف سے محفوظ کر دی گئی ہو۔ یہ مُحْکَم ہے۔ دوسری جس میں کسی بھی قسم کے ابہام کا شائبہ نہ ہو۔ تیسری بات جو معنوی لحاظ سے اور اپنی شوکت کے لحاظ سے فیصلہ کن ہو تو یہ مُحْکَمٰت ہیں۔ اور مُتَشَابِه وہ چیز کہلاتی ہیں جس کے مختلف معانی کئے جا سکیں۔ یا جس کا کچھ حصہ دوسری ویسی اسی طرح کی چیزوں سے مشابہ ہو۔ اب جو تزکیہ سے عاری ہیں وہ اس تعلیم کے حقیقی پیغام کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ پھر اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ جس کے حقیقی معانی مُحْکَم احکامات کے خلاف نہ ہوں۔ مُتَشَابِه کے یہ معنی بھی ہیں کہ بعض دفعہ بعض ظاہری الفاظ شبہ میں ڈال دیتے ہیں لیکن اس کے جو حقیقی معانی ہیں وہ مُحْکَم احکامات جو قرآن کریم کی جڑ ہیں ان کے خلاف نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر ان کے خلاف جاتے ہیں تو پھر اس کی وجہ تلاش کرنی ہوگی۔ اس لئے ان متشابہات کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کی جائے جو محکم احکامات سے تطابق رکھتے ہیں۔ مُتَشَابِه کا بھی یہی مطلب ہے کہ بغیر حقیقی غور و فکر کے صحیح طریق سے سمجھ نہیں آ سکتے اس کے لئے پھر دلوں کو پاک کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ پس وہ عزیز خدا جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے ایسے تزکیہ شدوں کے دلوں کے دروازے کھولتا اور انہیں حکمت کے موتی اکٹھے کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ تو یہ عظیم رسول جو قیامت تک کے زمانے کے لئے مبعوث ہوا اس کی تعلیم کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہے جیسا کہ میں پہلے ایک خطبہ میں یہاں بیان کر چکا ہوں۔ اس تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی گئی لیکن کبھی کامیاب نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اس **مزکّیٔ اعظم** کی اتباع میں ہر صدی میں مجدد آتے رہے اور ان آیات و تعلیم کے ذریعہ سے تزکیہ کا کام کرتے رہے۔ علماء اور فقہا پیدا ہوتے رہے جو احکامات کی وضاحت کرتے رہے اور حکمت سکھاتے رہے۔ آجکل کے نام نہاد علماء کی طرح نہیں جو بے تکی باتیں کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ فیصل آباد میں، یہ 1974ء کی بات ہے، ایک مسجد سے مولوی صاحب سورۃ اخلاص پڑھ کے خطبہ دے رہے تھے، قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدْ کے بعد انہوں نے اس کی تشریح یہ کی تھی کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احمدی جھوٹے ہیں، (یا اس نے مرزائی کہا تھا)۔ اگر کوئی ثابت ہوتا ہے تو یہ نتیجہ تو نکلتا ہے کہ خدا کا بیٹا بنانے والے غلط اور جھوٹے ہیں یا یہ نتیجہ تو نکالا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ جو قبروں کو پوجنے والے ہیں اور غلط قسم کی پیر پرستی میں مبتلا ہیں، یہ جھوٹے ہیں۔ لیکن ہم تو اس مزکّی کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں جو توحید کا پھیلانے والا تھا۔ اور جس کے ماننے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ پیغام دیا تھا کہ خُذُوا التَّوْحِیْدَ اَلتَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَآءَ الْفَارِس کہ توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو، اے فارس کے بیٹو۔ پس اگر جھوٹے ہیں تو یہ لوگ ہیں، ہم نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس تعلیم کی حفاظت کے یہ سامان پیدا فرمائے اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اس مزکّی سے کئے گئے وعدے کے مطابق مسیح موعود اور مہدی موعود کو بھیجا جو خاتم الخلفاء کہلائے۔ قرآن کریم میں اس کا یوں ذکر آتا ہے۔ سورۃ جمعہ کی آیات ہیں، هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَّآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعة:3-4) کہ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہیں میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے ملے نہیں۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔

ان آیات میں سے جو پہلی آیت ہے اس میں اُمّی لوگوں میں سے عظیم رسول کے مبعوث ہونے کی خبر ہے۔ یہاں پھر جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کے اعلان کا اعادہ کیا گیا ہے اور واضح اعلان آخر میں ہے کہ اس سے پہلے وہ لوگ کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ یہ کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہونے کے الفاظ اس حوالے سے سورۃ آل عمران کی آیت میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ سورۃ آل عمران میں ان خصوصیات کا ذکر کرنے سے پہلے یعنی جو نبی نے آ کر چار باتوں پر عمل کرنا تھا یا کروانا تھا، یہ ذکر ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْن یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے جو ان میں ایک رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس اس زمانے میں جب بحر و بر میں فساد برپا تھا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر ایک احسان ہوا کہ ان میں ایک رسول مبعوث فرمایا جس نے انہیں آیات سنائیں، پاک کیا، تعلیم کتاب اور حکمت دی۔ اور انہیں عربوں نے جو جاہل کہلاتے تھے ایک انقلاب برپا کر دیا۔

سورۃ جمعہ میں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس خدا نے ان اَن پڑھ لوگوں پر احسان کرتے ہوئے رسول بھیجا کہ انہیں پاک کرنے اور اللہ کا قرب دلانے کا باعث بنا، کیا اس عظیم رسول کا زمانہ ختم ہو گیا ہے کہ پھر ایک ہزار سال سے وہی اندھیرا زمانہ چلتا چلا جائے۔ کیا وہ زمانہ چند سو سالوں کے بعد دوبارہ لوٹ کر آ گیا؟ سوائے چند ایک چھوٹے چھوٹے گروہوں کے جن کے دائرے محدود ہیں اس ایک ہزار سال میں جو پچھلا اندھیرا دور گزرا ہے کہیں روشنی نظر نہیں آتی رہی۔ تو اللہ تعالیٰ جو احسان کرنے والا ہے اس نے ان لوگوں پر تو احسان کر دیا جو مشرکین تھے اور جو امت میں سے تھے، جو دعائیں مانگ رہے تھے کہ امت میں کوئی اصلاح کرنے والا آئے، ان پر اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں کیا۔ تو یہ تو کوئی عظمت نہ ہوئی۔ یہ تو قیامت تک کے لئے تعلیم قائم رکھنے کا وعدہ پورا کرنا نہ ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے جس کی ہر چیز جو بھی زمین و آسمان میں ہے تسبیح کرتی ہے اور اس کی پاکیزگی بیان کرتی ہے۔ وہ **عزیز** ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ تو کیا **عزیز** خدا اور **حکیم** خدا سے یہ توقع کرتے ہو کہ وہ اب دنیا کو بھٹکنے دے گا؟ کیا یہ حکمت ہے کہ اس تعلیم کو سنبھالا نہ جائے جو دنیا کی نجات کے لئے آخری تعلیم ہے؟ خدا تعالیٰ کے بارے میں یہ سوچ تو بڑی محدود سوچ ہے اور بدظنی ہے۔

پس اے وہ لوگو! جو اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہو! اس عظیم رسول کی طرف منسوب کرتے ہو جس کی تعلیم تا قیامت دلوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس تعلیم کی روشنی دکھانے کے لئے محدود پیمانے پر نہیں جیسا کہ سابقہ صدیوں میں آتے رہے بلکہ وسیع پیمانے پر پاک کرنے کے لئے اور کمزور دلوں اور دنیاداروں اور فلسفیوں میں بھی پاکیزگی اور حکمت کے بیج ڈالنے کے لئے **آخرین** میں پھر یہ نبی مبعوث ہوگا۔ جو اپنے اس جسم کے ساتھ نہیں بلکہ بروزی رنگ میں مبعوث ہوگا اور یہ اس خدا کا فیصلہ ہے جو **عزیز** اور **حکیم** ہے۔ اور اس خدا کی طاقتوں کو محدود نہ سمجھو۔ اس کے فیصلوں کو بغیر حکمت کے نہ سمجھو۔ پس جس طرح اس عظیم نبی نے ایک پاک جماعت کا قیام کیا تھا اور بگڑے ہوؤں کو خدا سے ملایا تھا اس نبی کا غلام بھی اس بگڑے زمانے میں خدا سے ملانے کا کام کرے گا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ وہ ہوگا کون جو **آخرین** میں مبعوث ہوگا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان کی نسل میں سے ایک شخص اسے زمین پر واپس لے آئے گا۔

آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث ہے کہ وہ زمانہ آئے گا کہ قرآن کے الفاظ کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہے گا اور اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ پس ہر غور کرنے والا ذہن اور ہر دیکھنے والی آنکھ یہ دیکھتی ہے اور اظہار کرتی ہے کہ آجکل یہی حالات ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عظیم رسول کو بھیج کر جو دین قائم کیا اور جس نے تا قیامت رہنا ہے اس کے اس شان و شوکت سے قائم رہنے کے لئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔

پس ہم احمدی کہلانے والوں کی اب دوہری ذمہ واری ہے کہ ایک تو اپنے پاک ہونے اور اس کتاب پر عمل کرنے کی طرف مستقل توجہ دیں۔ دوسرے اس پیغام کو ہر شخص تک پہنچانے کے لئے ایک خاص جوش دکھائیں تا کہ کسی کے پاس یہ عذر نہ رہے کہ ہم تک تو یہ پیغام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آج سوائے احمدی کے کوئی نہیں جس کے سپرد امت مسلمہ کے سنبھالنے کا کام کیا گیا ہے۔ بڑے بڑے اسلام کے نام نہاد چیمپئن تو نظر آئیں گے اور بزعم خویش اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنے والے بھی ہوں گے۔ ہر گروہ اور ہر فرقہ اصلاح کا دعویٰ کر رہا ہے لیکن ایمان سے عاری ہیں اس لئے ہر طرف یہی شور ہے کہ مسلمانوں کو سنبھالو۔ اور اس گروہ بندی اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے انکار کی وجہ سے یہ علیحدہ علیحدہ گروہ بنے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے انکار کی وجہ سے دلوں کی پاکیزگی ختم ہو رہی ہے۔ تعلیم و حکمت سے عاری ہو رہے ہیں اور دشمن کے پنجے میں جکڑے چلے جا رہے ہیں۔ کبھی کبھی یہ آواز اٹھتی ہے کہ خلافت ہونی چاہئے لیکن یہ سب جس وجہ سے ہو رہا ہے وہ نہیں سوچتے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

’’اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علوم حکمیہ دینیہ جن سے تکمیل نفس ہو اور نفوس انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے یعنی خدا اور اس کی صراط مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا۔ اور **علم الکتاب** اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقین کامل تک پہنچایا اور خدا شناسی کے نور سے ان کے دلوں کو روشن کیا اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اَور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہؓ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہؓ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِس یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اٹھ گیا ہوگا۔ تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہوگا۔ اس زمانے میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعود کو آنا چاہئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اس حملے کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہوگا۔ وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجّالی حملہ کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اس دجّال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہوگا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ بات ثابت ہے کہ وہ فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا......‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’......سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانے میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کیا۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا‘‘۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304-307 مطبوعہ لندن)

پس یہ جو انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے اس کو جاری رکھنا جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے۔ نہیں تو ہم بھی اسی طرح گناہگار ٹھہریں گے جس طرح پہلے ایمان کو ضائع کرنے والے ٹھہرے تھے۔ لوگ تو انشاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے جو اس پیغام، کتاب اور تعلیم کو اپنے پرلا گو بھی کریں گے لیکن ہم میں سے ہر فرد کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ کبھی اس تعلیم سے روگردانی کرنے والے نہ ہوں اور کبھی اپنے دلوں کی پاکیزگی کو ختم کرنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ ”جاری نظام اپنا“ از صفحہ 13

باجود میں پیشگوئی مصلح موعود میں بیان ایک ایک نشانی کو روز روشن کی طرح ثابت فرمایا۔ الٰہی بشارات کے مطابق آپ نے اپنی باون سالہ ولولہ انگیز قیادت میں جماعت کے ہر شعبہ کو مضبوط اور مستحکم بنایا اور اسے نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم فرمایا۔

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر اور نافلۂ موعود سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق سرزمین افریقہ میں جگہ جگہ جماعت کے پودے لگائے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اب شیریں پھل دے رہے ہیں۔

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں ایم ٹی اے کے نظام کے ذریعہ خلافت کی برکات ہواؤں کے دوش پر سفر کرتے ہوئے قریہ قریہ اور گھر گھر پہنچ کر ہمارے دلوں کو منور کرنے لگی۔

اور آج ہم دل و جان سے عزیز اپنے پیارے امام اور قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں خدا تعالیٰ کے فضلوں سے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم اس بات کو اپنے ایمان کا حصہ یقین کرتے ہیں اور اس یقین سے ایک ذرہ برابر بھی ادھر ادھر ہونے کو کفر خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمیں خلافت کی برکت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور انعام مل رہا ہے اور یہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ وہی موعود خلافت ہے جس کی بشارت حضرت اقدس محمد ﷺ نے دی تھی۔ اور خلافت کی یہ خلعت آج سیدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود کی زینت ہے۔

خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے اور خلافت کے دامن کو تھامے رکھنے کی بدولت خدا تعالیٰ کے فضل ہم پر موسلا دھار بارشوں کی طرح نازل ہو رہے ہیں جبکہ خلافت کا دامن چھوڑنے والے اس سے محروم ہیں۔

پس ہم ان محروموں سے کہتے ہیں کہ آؤ اور تم بھی خلافت کے اس دامن سے چمٹ جاؤ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے اس محبت بھرے اعلان پر لبیک کہتے ہوئے اس جماعت میں شامل ہو جاؤ جو الٰہی نصرت و تائید کی مورد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

" میں بصد ادب اور عزت اپنے ان بھٹکے ہوئے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آؤ اس روحانی انقلاب میں شامل ہو جاؤ جس کیلئے خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی موعود اور ظلی نبی بنا کر بھیجا ہے۔ وہ مسیح اور مہدی جس نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہے اور پہنچایا، جس کو خدا نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ ان سب مخالفتوں کے باوجود میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آج اس وعدے کو صرف وہی لوگ پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں جو آپ کو نبی مانتے ہوئے آپؑ کے بعد خلافت سے منسلک ہیں۔ یہ پیغام آج ہواؤں کے دوش پر دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے پس آج انہیں کی جیت ہے جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آپؑ مسیح و مہدی اور نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی کی تائید فرماتے ہوئے پیغام پہنچانے کے معجزات دکھا رہا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8؍فروری 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی آخری سانسوں تک خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رکھے اور خلافت احمدیہ تا قیامت ہمارے سروں پر سایہ فگن رہے۔

آمین یا رب العالمین۔

نظام وصیت ایک عظیم نظام ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں نظام وصیت قائم کیا۔ نظام وصیت ایک عظیم نظام ہے۔ ہر پہلو کے لحاظ سے۔ نظام وصیت کے ذریعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جو ممبر ہیں یا داخل ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ان میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو اسلامی تعلیم کی روح سے ذمہ داریوں کو اس قدر توجہ اور قربانی سے ادا کرنے والا ہو کہ ان میں اور دوسرے گروہ میں ایک مابہ الامتیاز پیدا ہو جائے۔ نظام وصیت صرف 1/10 مالی قربانی کا نام نہیں ہے۔ یہ نظام ہے زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا۔"

(خطبہ جمعہ 30 اپریل 1982ء)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیرانتظام عہدیداران مجلس کے لئے ریفریشر کورس کا انعقاد

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی بابرکت شمولیت ، خطاب اور زرّیں نصائح

مجلس انصار اللہ برطانیہ نے عہدیداران کے لئے مورخہ 20-19 جنوری 2008ء کو بیت الفتوح مورڈن میں ایک ریفریشر کورس کا انعقاد کیا۔گزشتہ سال یہ ریفریشر کورس ریجنز کی سطح پر منعقد کئے گئے تھے اور نیشنل مجلس عاملہ کے اراکین نے ریجنز میں جا کر اپنے اپنے شعبہ جات کے بارہ میں زعماء اور مقامی مجالس عاملہ کو آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کے لئے عموماً تین چار ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔اس سال یہ پروگرام ایک منفرد انداز میں ترتیب دیا گیا اور تمام عہدیداران کو مرکز میں مدعو کر کے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ سال خلافت جوبلی کا سال ہے جس میں سال بھر نہایت ہی اہم پروگرام ہونگے ،ان پروگراموں کی تیاری اور سال کے آغاز میں ہی تمام عہدیداران کو آگاہ کرنے کے لئے یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔اس کورس کے ذریعہ یہ کوشش بھی کی گئی کہ سال کے شروع ہی میں مقامی عاملہ کو ان کے شعبہ جات میں بہتر کارکردگی حاصل کرنے کے لئے نہ صرف کام کرنے کے طریقہ کار سے آگاہ کیا جائے بلکہ انہیں اس ضمن میں لائحہ عمل کے بارے میں بھی بتایا جائے۔اس کے علاوہ ریجنل ناظمین اور زعما مجالس کو ایک مضبوط عاملہ اور ٹیم ورک کے ذریعہ تمام شعبہ جات میں کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے راہنمائی کی گئی۔الحمدللہ کہ یہ پروگرام ہر لحاظ سے بڑا کامیاب رہا۔مجلس کے تمام 12 ریجنز سے نمائندے شامل ہوئے اور 85 میں سے 78 مجالس کے عہدیداران نے اس پروگرام میں شمولیت کی۔گزشتہ سال جب یہ پروگرام ریجنز کی سطح پر منعقد ہوئے تھے تو اس میں کل 368 عہدیداران نے حصہ لیا تھا اور امسال ملک کے طول وعرض سے سفر کر کے 387 عہدیداران مرکز میں آئے اور اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

مورخہ 19 جنوری 2008ء بروز ہفتہ صبح دس بجے محترم ولید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے اس پروگرام کا آغاز ہوا۔

انصار اللہ کا عہد دہرانے کے بعد محترم صدر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین کو اس ریفریشر کورس کے اغراض و مقاصد سے آگاہ فرمایا۔ اس کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے ''خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔آپ نے بزرگان سلسلہ کی ایمان افروز قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انصار بھی ان بزرگان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے وقت کی قربانی کر کے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرنے کی کوشش کریں۔اس خطاب کے بعد دعا سے اس پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔

پہلے سیشن کے بعد چار شعبہ جات عمومی، تربیت، اشاعت اور تجنید کے قائدین نے اپنے اپنے شعبہ میں امسال ہونے والے پروگراموں اور ان کے لئے لائحہ عمل بیان کیا۔اس موقع پر حاضرین کے سوالات کے قائدین نے جوابات بھی دیئے۔

بعد از نماز ظہر وعصر سابق صدر انصار اللہ برطانیہ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب کے اعزاز میں الوداعی ظہرانہ دیا گیا۔اس موقع پر امیر جماعت احمدیہ یوکے محترم رفیق احمد حیات صاحب کی صدارت میں ایک مختصر تقریب بھی منعقد کی گئی جس میں صدر انصار اللہ محترم ولید احمد صاحب اور محترم امیر صاحب نے محترم چوہدری وسیم احمد صاحب کی بطور صدر انصار اللہ ، خدمات کو سراہا اور ان کے عرصۂ صدارت میں مجلس کے لئے ہونے والی ترقی اور کامیابیوں کا تذکرہ کیا۔اس تقریب میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے سینئر عہدیداران کے علاوہ جماعت کے مرکزی وکلاء اور بزرگان بھی شریک ہوئے۔

اس ریفریشر کورس کے دوران عہدیداران کے لئے چند بہت ہی مفید پروگرام ترتیب دئے گئے تھے۔اور ان کے لئے ہمارے احمدی ماہرین نے فراخ دلی سے وقت دیا اور تشریف لا کر بہت ہی قیمتی معلومات مہیا کیں۔اس سلسلے میں دوپہر کے کھانے کے بعد تین مختلف ورکشاپس کا انعقاد ہوا جن میں وقت کے بہتر استعمال (Time Management) مرکز اور انصار سے بھرپور اور مکمل رابطے کی صلاحیت (Communication Skills and Motivation) اور ایک مضبوط زعامت کے عناوین پر مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اسی طرح شعبہ مال، تعلیم، صحت جسمانی، تعلیم القرآن، ایثار، تبلیغ، تحریک جدید، وقف جدید کے سیشن بھی منعقد کئے گئے جن میں شرکاء نے مقررین کے ساتھ ان شعبہ جات کے کاموں کے متعلق تبادلہ خیال کیا۔زعماء ، نائب زعماء ریجنل ناظمین اور ان کے نائبین کے لئے بھی ایک سیشن منعقد ہوا جس میں مقامی عاملہ بنانے اور ماہانہ پروگرامز کے بارے میں بتایا گیا۔دوسرے دن بھی مختلف شعبہ جات کے یہ سیشن جاری رہے۔اس کے علاوہ تمام شعبہ جات کے سٹالز طاہر ہال میں لگائے گئے تھے جن پر قائدین یا ان کے نائبین ہمہ وقت موجود تھے اس طرح زعماء اور ان کی عاملہ کے اراکین کے لئے انفرادی طور پر بھی ہر قسم کی راہنمائی اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے مواقع مہیا کئے گئے تھے۔

ریفریشر کورس کے دوسرے دن محترم صدر صاحب انصار اللہ کی زیر صدارت ایک اجلاس میں امسال کے اہم پروگرام چیئریٹی واک اور سالانہ اجتماع کے بارے میں تفصیل سے شرکاء پروگرام کو آگاہ کیا گیا۔اس اجلاس میں مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت نے حقوق العباد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔آپ نے قرآن مجید، احادیث نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریرات کے حوالہ سے بہت ہی دلنشیں انداز میں اس موضوع پر روشنی ڈالی۔

اس ریفریشر کورس کے اختتامی اجلاس میں سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت تشریف لا کر بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد محترم صدر صاحب انصار اللہ نے ریفریشر کورس کی مختصر رپورٹ پیش کی۔بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ نے انصار سے خطاب فرمایا۔

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضورانور ایدہ اللہ نے تشہد وتعوذ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ریفریشر کورسز میں عموماً اتنی فارمل (Formal) تقریریں یا ایڈریس تو نہیں ہوتا اور میرا بھی خیال تھا کہ یہاں جو رپورٹ ہوگی ذرا تفصیل سے ہوگی اور میں دیکھوں گا کہ کس حد تک انصار اللہ مختلف اپنی اپنی زعامتوں میں جو ان کے سپرد کام ہیں ان کو سرانجام دے رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ انصاراللہ کی تنظیم کے بارہ میں عموماً یہ تاثر ہوتا ہے،اور یہ آج کا نہیں بڑا پرانا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک خادم انصاراللہ کی تنظیم میں قدم رکھتا ہے یعنی 40 سال کے اوپر بڑھتا ہے تو وہ ایک دم سُست کیوں ہوجاتا ہے۔حالانکہ ایک دن کا عمر کا فرق پڑا ہوتا ہے۔تو انصاراللہ کا نام بھی اسی سوچ کے ساتھ رکھا گیا تھا کہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ اب بوڑھے ہوگئے ہیں۔اللہ کے انصار بننے والے یہ سوچ نہیں رکھتے۔

حضور نے فرمایا کہ عموماً میں نے دیکھا ہے اللہ کے فضل سے یوکے میں انصار کی بہت تعداد ایسی ہے جو اس سوچ کے رکھنے والے نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اتنے Active نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ اگر انصاراللہ کی تنظیم مستعد ہوجائے تو جس طرح میں مختلف خطبات میں انصار اللہ کو توجہ دلاتا رہا ہوں کہ نمازوں کی ذمہ داری سنبھالیں ۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اپنے گھروں کی نمازوں کی بھی حفاظت کریں۔اور گھروں کی نمازوں کی حفاظت یہی ہے کہ اپنے بچوں کو دیکھیں، خاص طور پر لڑکوں کو جو خدام کی عمر کو پہنچے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگرچہ خدام الاحمدیہ بھی اس طرف توجہ کر رہی ہے لیکن اگر انصار والدین ان کی نگرانی نہیں کریں گے تو اس کا اتنا اثر نہیں ہوگا۔اس لئے ساری تنظیمیں جو بنائی گئی ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر تنظیم اپنی اپنی ذمہ داری سمجھے۔اگر لجنہ میں کمی ہے تو انصار سے پوری ہو، اگر انصار میں کمی ہے خدام سے پوری ہو، خدام کی کمی ہے انصار پوری کریں۔ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہوں اور جب پھر جماعتی طور پر کمزوری ہے تو ذیلی تنظیمیں اس کو پورا کر رہی ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام Active ہوجائے تو ہمارے جو ترقی کے قدم ہیں وہ کئی گنا بڑھ جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ بچوں کی نگرانی کرنا انصار کی بھی ذمہ داری ہے۔پھر قرآن کریم کی تلاوت ہے۔قرآن کریم کا پڑھنا، پڑھانا۔یہ انصاراللہ کی ذمہ داری ہے۔اس بارہ میں خطبے میں مَیں تفصیل سے بتا چکا ہوں۔دو سال پہلے آپ نے اس کا پروگرام بھی بنایا تھا۔ پروگرام تو بڑا اچھا بنا تھا مجھے نہیں پتہ کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔قرآن کریم پڑھانے کا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ایک نظام بھی شروع کروایا تھا وہ بھی جاری رہنا چاہئے لیکن اس میں بھی جو شرکت ہے وہ بہت کم ہے۔ پھر اس کے علاوہ آمنے سامنے بیٹھ کے جو کلاسیں لگتی ہیں وہ مجالس میں لگنی چاہئیں، گھروں میں لگنی چاہیں۔پھر آپ انصار میں بہت سے ایسے ہیں جو اردو پڑھنا جانتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اقتباسات کا درس اگر گھروں میں دینا شروع کر دیں تو آپ لوگوں کے بچوں کو پتہ لگے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کیا تھی؟ کیا روح وہ ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے اور کس طرح ہم نے اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک تو مسجد میں درس ہوتا ہے یا نماز سنٹر میں درس ہوتا ہے،لیکن بہت سے ایسے ہیں جو فاصلے کی وجہ سے مسجد نہیں جاسکتے یا باقاعدگی سے نہیں جاسکتے ۔ اگر پانچ سات منٹ کا درس کا نظام گھروں میں شروع ہوجائے تو اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ جو اردو پڑھنا نہیں جانتے انگلش پڑھنے والے ہیں وہ Essence Of Islam سے ایک پیرا یا چند لائنیں اپنے اپنے گھروں میں درس دیں۔اقتباسات پڑھ کر سنائیں۔مختلف عنوانات کے تحت پڑھ کر سنائیں تو ایک شوق پیدا ہوگا۔

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے انیسویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد خان)

امسال ہمارے دو روزہ جلسہ سالانہ کا انعقاد 7 دسمبر 2007ء بروز جمعہ ہوا جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندۂ خصوصی مکرم محمود احمد صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے لوائے احمدیت لہرا کر کیا۔ نیوزی لینڈ کا پرچم مکرم ڈاکٹر محمد سہراب صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ نے لہرایا۔ خطبۂ جمعہ میں صدر صاحب نے معزز مہمانوں اور مقامی احباب جماعت کو جلسہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح اور جلسہ سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پڑھ کر سنائیں۔

پہلے اجلاس کی صدارت مکرم محمود احمد صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم محمود احمد صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے احباب کو جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اخوت اور باہمی ہمدردی کو اجاگر کرنے پر زور دیا۔ مکرم نیشنل صدر صاحب نے اپنے خطاب بعنوان 'خلافت کی اہمیت' میں فرمایا کہ خلافت پر صرف ہمارا ایمان ہی نہیں بلکہ اسکے بغیر ہم اسلام میں یکجہتی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد مکرم اقبال احمد خان صاحب افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو جلسہ کی روایات اور اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم محمد طاہر صاحب نے اپنی تقریر بعنوان 'احمدی اور غیر احمدی میں فرق' میں فرمایا کہ احمدی اپنے ظاہر و باطن کی صحیح تصویر ہوتا ہے۔ خلافت اس کی جان، جماعت اس کا جسم ہے۔

دوسرے اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر تشریق حنیف صاحب نے 'حضرت رسول اکرم ﷺ غیروں کی نظر میں' کے موضوع پر کی۔ اس میں آپ نے کہا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے اعلیٰ کردار کی گواہی سے غیروں کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ جیسا مثالی نبی نہ ہی کوئی آیا ہے اور نہ ہی کوئی آ سکتا ہے۔ مکرم ہیری سنگھ صاحب نے اپنی تقریر میں 'درود کی برکات' بیان کرتے ہوئے بتایا کہ درود بھیجنے والے انسان پر فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے خوش ہوتا اور محبت کرتا ہے۔ اس کے بعد ایسٹرن حلقہ کے خدام نے مل کر نظم پیش کی جو بہت پسند کی گئی۔ آخری تقریر چوہدری یٰسین صاحب نے ''مالی قربانیاں اور ان کی برکات'' پر کی۔ آپ نے کہا کہ مال کی قربانی انسان کو ایمان میں بڑھاتی اور خدا کے قریب کرتی ہے۔ آپ نے کہا کہ آج احمدیوں کی مالی قربانیوں سے دنیا بھر میں انسانیت کی خدمت کی جا رہی ہے۔ افریقہ میں تعلیم، صحت اور انسانی بہبود کے کام جاری ہیں۔ آپ نے دنیا بھر میں تبلیغی مہم کے سلسلہ میں ایم ٹی اے کی اہمیت کا ذکر کیا۔

پہلے روز کا آخری اجلاس سوال و جواب کی مجلس پر مشتمل تھا۔ سوالات کے جوابات ایک پینل نے دیئے۔ دوست اس نشست سے بہت محظوظ ہوئے اور اسے پسند کیا۔

دوسرا روز

دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں شہر کی اہم شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ اجلاس صبح ساڑھے دس بجے مکرم نیشنل صدر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر ممبر آف پارلیمنٹ ڈاکٹر محمد اشرف چوہدری نے کی۔ آپ نے مسلمانوں کی نیوزی لینڈ میں آمد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ سب سے پہلے یہاں پر چین سے 1870ء میں مسلمان آئے اور اوٹاگو Otago شہر میں آباد ہوئے۔ 1890ء میں سیالکوٹ سے محمد دین شیخ یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ماضی میں مہاجرین سے برا سلوک ہوتا رہا ہے جس کی موجودہ لیبر حکومت نے معذرت بھی کی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ مستقبل میں سب لوگوں کو برابر کے حقوق مہیا ہوں گے۔ ان کی تقریر کے بعد حاجی محمد اقبال صاحب نے نبی کے دوبارہ نزول کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کوئی نبی کبھی بھی دوبارہ اپنے اصل جسم کے ساتھ نازل نہیں ہوا۔ ان کا نزول ہمیشہ بروزی ہوتا ہے۔ اب جبکہ ہر مذہب اپنے نبی کی دوبارہ آمد کی امید لگائے ہوئے ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے سارے پرانے نبی اپنی اصل صورت میں ایک ہی وقت میں نازل ہو جائیں۔ اس کا حل صرف یہی ہے کہ ایک شخص سب انبیاء کی خصوصیات کے ساتھ ظاہر ہو اور ایسا شخص آج کے زمانہ میں پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد بشیر احمد خان صاحب نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد' پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان، عیسائی اور یہودی مسیح کی آمد کے ایک عرصہ سے منتظر ہیں۔ حالانکہ ساری پیشگوئیاں مسیح کی آمد کے سلسلہ میں پوری ہو چکی ہیں۔ آپ نے بائبل اور احادیث سے کئی پیشگوئیوں کا حوالہ دے کر ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد ہی وہ مسیح ہیں جن کا آپ سب انتظار کر رہے ہیں۔

اس اجلاس کی آخری تقریر خاکسار کی تھی جس کا موضوع 'اسلام کے بارہ میں غلط فہمیاں' تھا۔ خاکسار نے بتلایا کہ آج یورپ کے عیسائی میڈیا کے ذریعہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ وہ بعض سیاسی مطلب پرست مسلمانوں کی کمزوریوں کو حد سے زیادہ اچھالتے ہیں۔ معصوم انبیاء کرام کی عصمت پرگندہ ذہن لوگوں سے حملے کرواتے ہیں۔ غریب اور کمزور مسلمانوں سے خلاف اسلام اعمال کرواتے ہیں اور اس کا الزام نام نہاد مسلم ممالک کے سر ڈال دیتے ہیں۔ خاکسار نے کہا کہ بندوق سے نکلی ہوئی گولی تو ایک شخص کو زخمی کرتی ہے لیکن میڈیا کے قلم سے نکلا ہوا ایک حرف لاکھوں اشخاص کو چھلنی کر دیتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ یورپ کے عیسائی اس طریقۂ قتل عام کو اپنا انسانی حق سمجھ کر جائز قرار دے رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہر مذہب اور ان کے مذہبی راہنماؤں کی عزت کریں اور انسانوں کی انسانیت کے ناطے خدمت کریں۔

اس اجلاس کے مہمان خصوصی انڈیا کے مشہور ریٹائرڈ میجر جنرل شنکر نایر تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ جماعت احمدیہ یہاں بھی اور ہندوستان میں بھی اپنے امن پسند کردار کی وجہ سے مجھے بہت پسند ہے۔ میں نے یہاں پر بھی بہت محبت کرنے والا ماحول دیکھا ہے۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں لنچ پیش کیا گیا۔

جلسہ سالانہ کا آخری اجلاس مکرم محمود احمد صاحب امیر جماعت آسٹریلیا کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم شعبان شاہ صاحب نے 'محمد رسول اللہ ﷺ بطور حاکم' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے مکمل اختیار ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے لئے مال جمع نہیں کیا بلکہ بہت سادہ اور منکسرانہ زندگی گزاری۔ آپ ﷺ مسجد میں ہی انتظامی کام کرتے تھے جیسے غیر ملکی سفیروں کا استقبال، صحابہ سے مشورہ وغیرہ۔ ہر مرد اور عورت آزادی کے ساتھ محمد ﷺ کو مل سکتے تھے اور اپنے حقوق کا فیصلہ لے سکتے تھے۔ اس کے بعد یونس حنیف صاحب، نیشنل صدر خدام الاحمدیہ نے 'رسول اکرم ﷺ کی نوجوانوں کو نصائح' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جوانی میں کی گئی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت درجہ پاتی ہیں۔ آپ نے والدین کی خدمت، عبادات اور طاقت کے مناسب استعمال کی طرف توجہ دلائی۔ چائے کے وقفہ کے بعد بشیر مبارک خان صاحب نے بتلایا کہ کس طرح ان کا خاندان احمدی ہوا۔ بعدہٗ مکرم شریف صاحب نے 'نیک لوگوں کی خصوصیات' پر تقریر کی۔ مکرم افضل صادق صاحب نے 'سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام' پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود پیارے نبی ﷺ کے بروز تھے اس لئے آپ کے اخلاق جمیلہ بھی حضور ﷺ کا آئینہ تھے۔ سادگی پسند، تقویٰ کا اعلیٰ معیار اور اپنے احباب سے بہت محبت کرنے والے خدا کے نبی تھے۔ **جری اللہ فی حلل الانبیاء**۔ آپ مسیح اور مہدی کے لقب سے دنیا میں مبعوث ہوئے۔

جلسہ کے آخر پر تعلیمی میدان میں حسن کارکردگی کی بنا پر طلباء میں سرٹیفیکیٹ تقسیم کئے گئے۔ خاکسار نے بحیثیت نیشنل سیکرٹری تعلیم اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کا تعارف کرایا اور مکرم امیر صاحب آسٹریلیا نے سرٹیفکیٹ مرحمت فرمائے۔

آخر میں مکرم محمود احمد صاحب، امیر جماعت آسٹریلیا نے احباب جماعت کو نصائح فرماتے ہوئے کہا کہ نظام جماعت کے لئے ضروری ہے کہ احباب میں اتفاق، اعتماد اور اطاعت کا مادہ واضح طور پر موجود ہو۔ آخر میں آپ نے دعا کرائی اور جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا یہ دو روزہ انیسواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

❁❁❁❁❁

بقیہ 'میں ھی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق میں ھوں' از صفحہ 4

روشن مستقبل

❁......''......قوموں نے ہماری مخالفت کی، ملکوں نے ہماری مخالفت کی، حکومتوں نے ہماری مخالفت کی مگر خدا نے ہمارا ساتھ دیا اور جس کے ساتھ خدا ہو اُسے نہ حکومتیں نقصان پہنچا سکتی ہیں، نہ سلطنتیں نقصان پہچا سکتی ہیں، نہ بادشاہتیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس اے اہل لاہور! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اُس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ **تم مت سمجھو کہ اِس وقت مَیں بول رہا ہوں۔ اِس وقت مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دین اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اُس کی آواز کو دبا دیا جائے گا، جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گا وہ ذلیل کیا جائے گا، وہ رُسوا کیا جائے گا، وہ تباہ اور برباد کیا جائے گا مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشّان بنیاد قائم کر دے گا۔ میں ایک انسان ہوں مَیں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مَر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔**

مَیں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہوں گے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے بے شک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہو گیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آ گئے تو بے شک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہو گا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر بھی اُسے قبول نہ کیا''۔

(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 243 - 204)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے استقبال کی تیاریاں

(صبر وثبات کے حصول اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کی دعاؤں کے ساتھ)

(خالد سیف الله خان۔ آسٹریلیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ مسلمہ کی دوسری صدی کے روحانی استقبال کے لئے جن دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے ان میں قرآن کریم میں بیان کردہ وہ دعا بھی ہے جو ایک سخت آزمائش کے موقعہ پر بنی اسرائیل نے کی تھی جس کو خدا نے قبول فرمایا اور ان کو ان کے دشمنوں کے خلاف فتح عطا فرمائی۔

۞...... وہ دعا یہ ہے: ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرة 251) یعنی اے ہمارے رب! ہم پر صبر (قوت برداشت) نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات (مضبوطی) بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

یہ دعا خدا تعالیٰ سے صبر و استقلال طلب کرنے لئے بہت مفید ہے۔ قرآن کریم کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے یہ دعا داؤد علیہ السلام نے میدانِ جنگ میں اپنے ایک زبردست دشمن جالوت کے مقابلہ میں کی تھی جو مقابلہ میں مارا گیا تھا۔

یہ دعا اِفْــــراغ صبر کی ہے۔ جس طرح مشغول ہونے کے خلاف فارغ بیٹھنا ہے اسی طرح اَفْرَغْتُ الدَّلْوَ کے معنی ہیں میں نے ڈول فارغ یا خالی کر دیا۔ یعنی جتنا پانی اس میں تھا وہ سارا بہا دیا۔ اس لئے اِفراغ صبر کے معنی ہیں کہ اے ہمارے خدا ہمیں اتنا صبر دے گویا کہ تو نے صبر کا سارا ڈول ہم پر بہا دیا۔ یعنی کثرت کے ساتھ ہم پر صبر یا قوت برداشت نازل فرما وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ہمارے قدموں کو تثبیت یعنی مضبوطی عطا کر اور یہ مقابلہ کے وقت اکھڑنے نہ پائیں کیونکہ ثبات کا لفظ زوال کے خلاف ہے۔ وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ: اور منکروں کی قوم کے خلاف ہماری مدد فرما۔ دراصل کسی بھی دشمن کے خلاف غلبہ صبر اور ثابت قدمی ہی سے ملتا ہے۔ جب خدا کسی قوم کو اپنے فضل ورحم سے صبر وثبات عطا کر دے تو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْن کے مطابق کو ایسی قوم کو خدا کی معیت عطا ہو جاتی ہے اور پھر کوئی بڑی سے بڑی قوت بھی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

۞...... صبر کیا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”صبر کی مختصر حقیقت یہ ہے کہ انسان ہر ایک نیکی اور نیک بات پر جما رہے۔ بدی سے رکا رہے۔ گویا صبر تمام نیکیوں کا جامع ہے۔ مشکل کے وقت بدی سے بچنا یہی تو صبر ہے۔ شہوت میں عفّت، غضب کے وقت حِلم، حرص کے مقابلہ میں قناعت، وقار، استقلال، ہمت اور عزم پر کار فرما رہنا، شرع و عقل سلیم کی مخالفت نہ کرنا۔ یہ سب صبر ہے“۔

(حقائق الفرقان۔ جلد اوّل صفحہ 274)

۞...... حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”صبر کے معنی یہ ہیں کہ وہ امور جن کی شریعت نے حد بندی کردی ہے ہم اس کے اندر رہیں ورنہ صبر کے یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے حقوق چھوڑ دے یا اپنے مقاصد کو نظر انداز کر دے۔...... صبر کے معنی یہ ہیں کہ اگر تمہیں کوئی گالی دے تو تم اسے گالی نہ دو۔ اگر کوئی تم پر ظلم کرے تو تم اس وقت تک ظلم کا جواب نہ دو جب تک شریعت تمہیں جواب دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن صبر کے یہ معنی نہیں کہ تم اپنا دفاع چھوڑ دو اور دین کے معاملہ میں ذلّت برداشت کرلو کیونکہ اس طرح بہادری اور دلیری نہیں بلکہ بزدلی پیدا ہو جائے گی اور بزدلی خوبصورتی نہیں بلکہ بدصورتی ہے۔ پس مومن کا کام یہ ہے کہ جہاں اس کی قربانی کی ضرورت ہو وہاں قربانی کرے خواہ ساری دنیا اس کی مخالف ہو۔ اور جہاں شریعت کہے کہ خاموش رہو اور صبر سے کام لو وہاں خاموش رہے۔ مگر وہ اس لئے خاموش نہ رہے کہ دشمن طاقتور ہے اور وہ اس سے ڈرتا ہے بلکہ اس لئے خاموش رہے کہ اس موقعہ پر خاموش رہنے کے لئے خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ ورنہ جسے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی یہ خیال آتا ہے کہ دشمن طاقتور ہے اس لئے خاموشی اختیار کرنی چاہئے وہ بزدل ہے اور خدا تعالیٰ کی مقدس جماعت میں کوئی بزدل انسان شامل ہونے کے قابل نہیں ہوتا۔

صبر کے معنی یہ ہیں کہ انسان متواتر اور استقلال کے ساتھ ان بدیوں کا مقابلہ کرے جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہی ہوں اور ان بدیوں کے مقابلہ کے لئے تیار رہے جو اس کو آئندہ پیش آنے والی ہوں۔

اسی طرح صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ انسان استقلال کے ساتھ ان نیکیوں پر قائم رہے جو اس کو حاصل ہو چکی ہوں اور ان نیکیوں کے حصول کی کوشش کرے جو اس کو ابھی ملی نہیں۔ غرض استقلال کے ساتھ بدیوں کا مقابلہ کرنے، استقلال کے ساتھ نیکیوں پر قائم رہنے اور استقلال کے ساتھ آئندہ نیکیوں کے حصول کے لئے کوشش کرنے کا نام صبر ہے۔

دوسرے معنی صبر کے یہ ہیں کہ انسان جزع فزع نہ کرے۔ جب کوئی مصیبت آپڑے تو گھبرائے نہیں اور ہمت نہ ہارے۔ اگر اس کا کوئی عزیز مرتا ہے یا اس کا مال کھویا جاتا ہے یا اسی قسم کا کوئی اور واقعہ پیش آتا ہے تو وہ اس امر کو مدنظر رکھے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کا نہیں بلکہ بطور انعام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو ملا ہوا ہے اور صبر سے کام لے“۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 115-116)

اس قرآنی دعا کا ایک مفہوم جماعتی حالات کے تناظر میں یہ ہوگا کہ اے ہمارے پروردگار ہم سب احمدیوں کو کثرت کے ساتھ صبر یعنی حوصلہ، قوت برداشت، عزم و استقلال اور ثبات قدم عطا فرما اور مخالفوں کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔ اے خدا ہم صبر واستقلال کے ساتھ اپنے عقائد، عبادات، نیک اعمال اور باہمی بھائی چارہ پر اس طرح ڈٹے اور جمے رہیں کہ کوئی دنیاوی طاقت، مادی اشیاء کی چکاچوند، مال و جاہ کی حرص اور ماحول کے بداثرات ہم کو نیکی اور تقویٰ کی راہوں سے ہٹا نہ سکیں اور نہ ہمارے قدموں کو کبھی متزلزل کر سکیں۔ اے خدا ہم خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ ہمیں توفیق دے کہ اس رسّی کو صبر واستقلال کے ساتھ پکڑے رہیں اور کوئی مخالفانہ پراپیگنڈا اور وسوسہ اندازی خلافت کے ساتھ ہمارے تعلق کو کبھی کمزور نہ کر سکے تا ہماری جماعت کے اخلاص، تقویٰ، عبادات اور جانی و مالی قربانیوں کا وہی رنگ ہمیشہ قائم رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا تھا۔

۞...... خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن دعاؤں کے کرنے کی تحریک فرمائی ہے ان میں سے ایک قرآنی دعا یہ ہے: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾ (آل عمران 9:)

یعنی اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

۞...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ ”اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے“۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ صفحہ 119)

حقیقت یہی ہے کہ اگر انسان کا دل ٹھیک ہو تو اس کے سارے اعمال ٹھیک ہو جاتے ہیں اور جس کا دل کجی کا شکار ہو جاتا ہے نہ اس کے عقیدے ٹھیک رہتے ہیں نہ اعمال۔ اس کی سوچوں کے دھارے اور ارادوں میں فتور آ جاتا ہے۔ اس کے اعمال بظاہر اچھے بھی ہوں چونکہ ان کا محرک اپنا ذاتی مفاد، شہرت، عزت وغیرہ ہوتی ہے اس لئے اس کے کاموں میں ریاکاری آجاتی ہے اور ریاکاری کی سزا قرآن نے ہلاکت بیان فرمائی ہے۔ (107:5-7) حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے یعنی اعمال کی جزا سزا نیت کے مطابق ملتی ہے۔ ایک اور حدیث میں یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے: ”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک ایسا گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو تمام جسم اچھا ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے اور اے مسلمانو! ہوشیار ہو کر سن لو کہ وہ دل ہے۔“ (بخاری)

۞...... اس حدیث کی تشریح میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں نفس کی اصلاح کا لطیف فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کے تمام اعمال کا منبع اس کا دل ہے۔ اگر انسان کے دل میں نیک اور پاکیزہ جذبات ہوں گے تو اس کے اعمال لازماً نیکی کے رستہ پر چلیں گے۔ لیکن اگر دل کے جذبات ناپاک اور گندے ہوں گے تو اعمال وہ درخت ہے جو اس بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اصلاح کے لئے اصل فکر دل کی ہونی چاہئے۔...... اگر دل خراب ہے تو پھر عمل کا درخت اول تو اُگے گا ہی نہیں اور اگر اُگے گا تو فوراً ہی ٹھٹھر کر ختم ہو جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حق یہی ہے کہ انسان کا دل اس کے تمام نیک اعمال کا منبع اور مولا ہے۔ اگر دل ٹھیک ہو تو ہاتھ اور پاؤں، زبان اور آنکھ کے اعمال خودبخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر دل گندہ ہو تو انسان کے ہر عمل میں گندگی اور نجاست کی بُو پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان اگر بظاہر نیک عمل بجالاتا بھی ہو تو اس کے اعمال میں خشک نقّالی یا منافقانہ ریا کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ پس مصلح کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے دل کی فکر کرے کیونکہ دل جڑھ کا قائمقام ہے اور گندی جڑھ سے کبھی پاک درخت پیدا نہیں ہو سکتا۔“

(چالیس جواہر پارے صفحہ 86-87)

خدا کے مادی اور روحانی قوانین باہم مشابہ ہوتے ہیں۔ کائنات پر نظر ڈالیں تو ہر چیز محوِ گردش ہے۔ ایک ایک ایٹم سے لے کر سارے آسمانی کرّے اور ان کے درمیان بکھرا ہوا مادہ سبھی پیہم گردش میں ہیں۔ دن رات آگے پیچھے آتے ہیں۔ موسم بدلتے ہیں۔ ہر چیز معرضِ تغیّر میں ہے۔ گویا سکوں محال ہے قدرت کے کارخانہ میں۔ اسی طرح اچھے اور برے دن بھی انسانوں پر ادل بدل کر آتے ہیں۔ دکھ سکھ، بیماری صحت، پیدائش موت انسان کے تعاقب میں ہیں تو پھر انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتیں کیسے یکساں رہ سکتی ہیں۔ اللہ کا نبی آتا ہے تو اس کی قوت قدسیہ سے نیکی، تقویٰ اور باہم ہمدردی اور پیار کرنے والی جماعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے قلوب ایسے تبدیل ہو جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی صدیقیت کا مقام پا جاتا ہے کوئی شہید کا اور کوئی صالحیت کا۔ لگتا ہے جیسے اچانک موسم خزاں بہار سے بدل گیا اور اجڑے دیار میں بھی پھل پھول اپنی رونق دکھانے لگتے ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اردگرد کا ماحول، کلچر، رسم و رواج، دنیوی نعمتوں کی فراوانی اپنا اثر دکھانے لگتی ہے اور وہ قوم جو نبی کے آنے پر اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے مقدس گروہ میں تبدیل ہوگئی تھی انہیں میں سے ایک حصہ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ بن جاتا ہے اور دوسرا

ضَــالِّیْــن بن جاتا ہے۔اب ان کے دلوں کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ایک حصہ صحیح تعلیم کا علم ہونے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتا۔اتنا سخت دل ہو جاتا ہے کہ کوئی نصیحت ان پر کارگر نہیں ہوتی۔اور دوسرا گروہ اپنے نبی کی تعلیم ہی کو بگاڑ دیتا ہے اور دنیا کی لذات اور نعمتوں کی کثرت میں ایک دوسرے سے مقابلہ میں ایسا مشغول ہو جاتا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو ہی بھول جاتا ہے۔یہ کیفیت جیسے گروہوں پر آتی ہے ایسے ہی افراد پر بھی آتی ہے۔انسان اخلاقی و روحانی لحاظ سے کبھی ترقی کرتا ہے کبھی تنزل۔اور یہ چڑھنا گرنا اس کے ساتھ لگا رہتا ہے اور جو اس کی آخری حالت بوقت موت ہو اسی کے مطابق اس سے سلوک کیا جاتا ہے۔

اسی لئے مومن اپنا انجام بخیر ہونے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور اپنے رب سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دل تیرے اختیار میں ہیں، تیری دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جس طرح چاہے ان کو بدل دے۔تو یہ رحم کر کہ ہمیں جب ہدایت کا مقام حاصل ہو جائے تو پھر اس پر قائم رہیں اور مزید ترقی کریں لیکن ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے ہمارا دل ٹیڑھا ہو جائے اور روحانی تنزّل کا شکار ہو جائیں۔اے خدا تو بہت عطا کرنے والا ہے تو اپنی رحمانیت اور رحیمیت کے صدقے ہمیں وہ فضل بھی عطا کر جو تو بلا استحقاق عملوں سے بھی بڑھ کر تو انسانوں کو عطا کیا کرتا ہے اور وہ رحم بھی کر جو تو ان کاموں پر بار بار کیا کرتا ہے جو ہم محض تیری رضا کے لئے کرتے ہیں۔اے ہمارے رب ہم عنقریب خلافت کی دوسری صدی میں داخل ہونے والے ہیں اس صدی اور آئندہ صدیوں میں ہم نیکی اور تقویٰ پر قائم رہیں اور خلافت کی نعمت کی قدر کرنے والے ہوں اور کوئی شیطانی وسوسہ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر سکے۔آمین

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کی دوسری صدی کی پیشوائی کے لئے جن دعاؤں کے کرنے کی تحریک فرمائی ہے ان میں ایک دعا جسے روزانہ گیارہ بار پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حدیث کی یہ دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّـا نَـجْـعَـلُکَ فِیْ نُـحُـوْرِھِـمْ وَ نَـعُـوْذُبِکَ مِـن شُـرُوْرِھِمْ ۔اس کا ترجمہ ہے اَللّٰھُمَّ اے اللہ۔اِنَّا نَجْعَلُکَ ہم تجھے ڈالتے ہیں، تجھے بناتے ہیں، تجھے کرتے ہیں فِیْ نُحُوْرِھِم ان (دشمنوں) کے سینوں میں (یعنی یہ کہ تیرا خوف اور رعب ان کے دلوں میں پڑ جائے۔یا یہ کہ ان دشمنوں کے سینوں کے مقابلہ میں ہم تجھے ہی آگے کرتے ہیں اور تجھے اپنی ڈھال بناتے ہیں تا ان کے تیر ہم تک نہ پہنچ سکیں) وَ نَعُوْذُبِکَ مِن شُـرُوْرِھِـم اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ان کے شر سے (ان کی شرارتوں سے)۔اے خدا ان دشمنوں کے مقابلہ میں ہم تجھے ہی کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تجھ سے ہی پناہ مانگتے ہیں۔ہم کمزور ہیں اور تیری مدد کے بغیر دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ہماری طرف سے تو خود ان کے مقابلہ میں آگے ہو اور ہم تیرے پیچھے تیری پناہ میں ہوں۔تیرا رعب اور خوف ان کے سینوں میں بھر جائے تا وہ ظلم اور شرارت اور عداوت سے باز آ جائیں اور ہم تیری گود میں، تیری پناہ میں ہوں۔

نَـجْعَلُکَ کا لفظ جَعَلَ سے ہے اور یہ لفظ ہر کام کرنے کے لئے بولا جا سکتا ہے۔نَـجْـعَلُ کے معنی ہیں ہم یہ کام کرنے لگے ہیں۔ہم نے بنایا۔ایجاد کیا، پیدا کیا، ہم نے کیا، ہم نے تجویز کیا وغیرہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔نُحُوْر کا لفظ نحر کی جمع ہے۔نَحر سینہ کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں جس پر ہار پڑا رہتا ہے۔نحر چونکہ اونٹ کے سینہ پر برچھا مار کر اسے ذبح کرتے ہیں اس لئے وانحر کے معنی ہیں اونٹ کو ذبح کرنا، اونٹ کی قربانی کرنا۔پھر ہر جانور کی قربانی کے لئے بھی اور خود اپنے نفس کی قربانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔سینہ پر ہاتھ باندھنا بھی وَانْحَرْ کے ایک معنی ہیں۔

دشمن اپنے سینوں میں منصوبے بناتے ہیں اور حسد اور بغض کی آگ میں جلتے ہیں اور مومنوں کو ہر قسم کے دکھ دینے اور نقصان پہنچانے کی سکیمیں تیار کرتے رہتے ہیں تو مومن اس وقت خدا ہی کی طرف جھکتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تجھے ہر طاقت حاصل ہے ان کے دلوں میں پلنے والے منصوبوں کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے ہم خود تجھے ہی ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں۔جب تیرا رعب اور خوف ان کے دلوں میں آ جائے گا تو ان کے سب منصوبے اور حسد کے اندھیرے تیرے نور سے دور ہو جائیں گے۔اے خدا جب دشمن اپنے سینہ کو پھیلائے ہم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے تو ہم تجھے ان کے مقابلہ میں آگے کرتے ہیں۔ہمارے اوپر کیا جانے والا وار جب تجھ پر پڑے گا تو وہ لوٹ کر انہی پر جا گرے گا۔یوں جو بھی وہ شرارتیں کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں بھی ہم تیری پناہ ہی میں آتے ہیں۔

تو اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہم تجھے ہی ان دشمنوں کے دلوں میں کرتے ہیں۔تیرا رعب اور خوف ان کے دلوں میں پڑ جائے جس سے ان کے دلوں کے خیالات بدل جائیں اور ہمیں نقصان پہنچانے اور دکھ دینے کے منصوبے بنانے سے باز آ جائیں۔نیز یہ کہ ہم تجھے ہی ان منصوبہ سازوں کے مقابلہ میں کرتے ہیں۔جب تو حفاظت میں ہمارے آگے کھڑا ہو گا تو جو تیر یہ تیری طرف چلائیں گے وہ الٹے ہو کر خود انہی پر گریں۔اور ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔وَ نَعُوْذُبِکَ مِن شُرُوْرِھِمْ اور ہم ان کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

حضرت رسول کریم ﷺ یہ دعا دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے کیا کرتے تھے۔آج اسلام و احمدیت کو سخت مخالفت کا سامنا ہے۔ان سب مخالفوں کو ذہن میں لا کر ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا جو بھی اسلام و احمدیت کے دشمن ہیں تو خود ہی ان سے نپٹ۔تو ان کے دلوں میں بھی اتر جا اور ان کے مقابلہ میں بھی کھڑا ہو جا تا کہ ہم ان کی شرارتوں سے محفوظ رہیں۔اے خدا خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں بڑی بڑی مخالفتوں کے طوفان اٹھنے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔حکومتیں بھی مخالفوں کا ساتھ دیتی نظر آتی ہیں اے خدا تو خود ان کے مقابلہ کے لئے آ تا۔وہ تیری جماعت اور نظام خلافت کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔آمین

❁❁❁❁❁

بقیہ ریفریشر کورس عہدیداران انصاراللہ برطانیہ از صفحہ9

حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ مثلاً لجنہ کی طرف سے اگر نمازوں اور قرآن کریم کی تعلیم کی یا درس کی سکیم بنتی ہے تو انصار کی طرف سے بھی بن جائے اور خدام کی طرف سے بھی بن جائے اور سب مل کر ایک ہی روح سے کام کریں تو اس سے پھر اثر زیادہ ہوگا۔بشرطیکہ لجنہ اور انصار اور خدام کے تعلقات اچھے ہوں کیونکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ شکایات آتی ہیں کہ لجنہ کا پروگرام ہے تو انصار تعاون نہیں کر رہے اور اپنی گھر کی عورتوں کو، بچیوں کو روک دیتے ہیں کہ تم نے نہیں جانا۔

حضور نے فرمایا کہ بعض عہدیداران کے متعلق بھی شکایات آتی ہیں کہ ان کے اپنے عمل ایسے نہیں یا کم از کم دوسروں پر ان کا اثر ایسا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی بات ماننے کو تیار نہیں، یا ان کا اپنے سے بالا افسر کے ساتھ رویہ ایسا ہے جو دوسرے ماتحتوں کو پتہ لگتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔اگر آپ نے کام لینا ہے اور حقیقی انصار بن کر دکھانا ہے تو پہلے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔پہلے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔اپنی فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دیں۔قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ایک احمدی کا ہر فعل خاص طور پر احمدی عہدیدار کا معیاری فعل ہونا چاہئے۔اس کا اپنا رویہ اپنے گھر میں، اپنے ماحول میں، اپنے ماتحتوں کے ساتھ، اپنے افسران عہدیداران کے ساتھ ایسا ہونا چاہئے جو ایک مثال ہو۔اگر یہ 386 انصار جو تمام ملک کی مجالس انصاراللہ میں سے جمع ہوئے ہیں، اگر آپ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں، ایسی تبدیلی جو ہر ایک کو نظر آئے تو تبھی انقلاب بھی پیدا ہو سکتا ہے۔تبھی آپ کے گھروں کے سکون بھی قائم ہو سکتے ہیں۔آپ کے گھروں کی تربیت بھی ہو سکتی ہے اور اس ماحول کی تربیت ہو سکتی ہے جس میں آپ رہتے ہیں۔آپ کی مجلس کے قدم ترقی کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ایک عہد باندھنے کے لئے کہ یہ ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو ہم نے پورا کرنا ہے اور جو ہمارے سے کمیاں، کمزوریاں اب تک ہو چکی ہیں ان کو ہم نے اپنے اندر سے دور کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بڑی عمر میں بعض لوگوں میں کرختگی آ جاتی ہے اور نوجوانوں کو سختی سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح وہ نہیں سمجھیں گے۔حکمت جو ہے وہ بھی مومن کا ایک خاصہ ہے اس لئے ہر کام جو آپ نے کرنا ہے ہر تربیت کا پہلو جو لے کے اپنے ماحول کی تربیت کرنے کی کوشش کرنی ہے اس میں حکمت بھی ضروری چیز ہے۔اسی طرح تبلیغ ہے، تبلیغی میدان میں بھی حکمت ضروری ہے۔یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جماعت کی اور اب انشاءاللہ تعالیٰ مزید ذمہ داریاں بڑھنی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اپنی گھریلو تربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغ کی طرف بھی توجہ دیں۔پھر جو نئے آنے والے ہیں وہ آپ کے نمونے دیکھنے والے ہوں گے ان کی تربیت کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اصول بتایا ہے کہ استغفار کرو۔استغفار اگر حقیقی معنوں میں کیا جائے، سوچ کر کیا جائے، اپنے گناہوں پر نظر رکھ کے کیا جائے تو اپنی بھی تربیت ہوگی اور انشاءاللہ آنے والوں کی بھی ہوگی۔اپنے ماحول کی بھی ہوگی، اپنے بچوں کی بھی ہوگی۔استغفار میں بڑی طاقت ہے بشرطیکہ اس کو سمجھ کے کیا جائے۔ان گناہوں کو سامنے رکھ کر کیا جائے، ان کمزوریوں اور کمیوں کو سامنے رکھ کر کیا جائے جو ہم سے صادر ہو چکی ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔اس نظر سے انصاراللہ کو اپنے جائزے لینے چاہئیں، خاص طور پر عہدیداران کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔امید ہے کہ آپ لوگ بہت سارے اس پر عمل کر بھی رہے ہوں گے اور جن میں کمیاں، کمزوریاں ہیں وہ آئندہ ایک نئے عزم کے ساتھ، ایک نئے عہد کے ساتھ اور ارادے کے ساتھ ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے جو آپ کو انصاراللہ کی تنظیم کی طرف سے دئے گئے ہیں، ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے جو جماعت کی طرف سے مقامی نظام کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے وقتاً فوقتاً جن کے بارے میں، مَیں بھی کہتا رہتا ہوں۔تو یہ جب اکٹھے ہو کے، جمع ہو کے، ایک کوشش ہوگی اور دعا ہوگی تو اس وقت جو انقلابی تبدیلیوں کے نظارے ہم دیکھیں گے انشاءاللہ تعالیٰ وہ غیر معمولی نظارے ہوں گے۔اور انشاءاللہ وہ وقت آ رہا ہے کہ وہ نظارے دیکھنے ہیں لیکن ہمیں بھی اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

حضور نے آخر پر سب حاضرین کو دعوت دی کہ اگر انصاراللہ کے نظام بارہ میں کوئی سوال ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔حاضرین میں سے کسی کی طرف سے سوال نہ ہونے پر حضور نے دعا کے ساتھ اپنے خطاب کو ختم فرمایا۔اور اس کے ساتھ ہی ریفریشر کورس کا یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ مرسلہ: قائد اشاعت مجلس انصاراللہ برطانیہ)

❁❁❁❁❁❁

بقیہ :حاصل مطالعہ از صفحہ16

حضرت مصلح موعود کا حقیقت افروز کلام ہے کہ:۔

عبث ہیں باغِ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولیٰ کی تقدیریں
تیری تقصیریں ہی تجھ کو لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

(الفضل 30 دسمبر 1937ء)

اس ضمن میں حضور نے جلسہ سالانہ 1956ء پر 28 دسمبر کو یہ زبردست پیشگوئی فرمائی:

’’میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرائیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی‘‘۔

اس پیشگوئی کے مطابق بھٹو صاحب کا اقتدار پاش پاش ہو گیا جو قصہ پارینہ بن کے رہ گیا ہے۔

"جاری نظام اپنا"

ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ یوکے

آج سے قریباً پندرہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے سب سے محبوب بندے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اسلام کے دوسرے دور میں ہونے والی ترقیات کی خبر دیتے ہوئے آپ کے غلام صادق کی آمد کی خبر دی۔ قرآن کریم نے اس خوش خبری کو ان الفاظ میں بیان کیا:۔

وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِھِمْ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورۃ الجمعۃ:4)

ترجمہ:۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

اس آیت کریمہ میں آخرین میں آنحضور ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ کی عظیم الشان خبر دی گئی ہے۔ جب اس آیت کریمہ کا نزول ہوا تو صحابہ رسول ﷺ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آخر یہ خوش قسمت لوگ کون ہیں جن میں حضور ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ مقدر ہے۔ چنانچہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

کُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ (وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ) قَالَ قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یُرَاجِعَہُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلَاثاً وَ فِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ ھٰٓؤُلَاءِ۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ باب وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْبِھِمْ)

ترجمہ:۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعہ کا نزول ہوا جس میں یہ آیت بھی ہے وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعۃ:4) راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ لیکن حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے تین مرتبہ یہ عرض کی گئی۔ ہم میں حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے چنانچہ حضور ﷺ نے سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارہ کے پاس بھی ہوگا تو ان میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔

مذکورہ حدیث نبویہ میں آنے والے وجود کے کام کا ذکر کیا گیا ہے اور صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ میں مندرج حضرت نواس بن سمعان سے مروی ایک لمبی روایت میں آنے والے مسیح کو حضور ﷺ نے چار مرتبہ نبیّ اللّٰہ کے الفاظ سے یاد فرما کر اس کے مقام کو بیان فرما دیا کہ وہ نبوت کے مقام پر فائز ہوگا۔

اس آنے والے وجود کے ذریعہ اپنی امت میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جیسی نعمت عظمیٰ کے اجراء کی بشارت دیتے ہوئے حضور ﷺ نے مومنین کے دلوں کی ڈھارس بندھائی کہ آپ کی اتباع میں نبوت و خلافت کا سلسلہ پھر جاری ہوگا اور بھولی بھٹکی روحوں کو ایک مرتبہ پھر زندگی کے مقصد کو پا کر اپنے خدا کے قرب کے حصول کے مواقع میسر آئیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَاشَآ ءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَاءَ اَنْ یَّرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل کتاب اول مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیر۔ حدیث نمبر 17680)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب وہ اسے اٹھانا چاہے گا تو اٹھالے گا اور پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ بادشاہت قائم رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا۔ پھر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر جب وہ چاہے گا تو اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں مذکور ان بشارات کے مطابق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا اور 23/مارچ 1889ء کو اپنے متبعین سے بیعت لے کر اسلام کی خدمت کیلئے جماعت احمدیہ کے نام سے آخرین کے گروہ کی بنیاد ڈالی۔ آپ علیہ السلام نے خود کو وہی ظلی اور بروزی نبی قرار دیا جس کی بشارات قرآن اور احادیث نے بیان فرمائی تھیں۔

چنانچہ اپنے اس مقام کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اسی طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔ کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 211-.210)

اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین کیلئے صرف کرنے کے بعد سنت الٰہیہ کے مطابق جب آپ کا اس دنیا سے واپسی کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے بعد قدرت ثانیہ کے نام سے خلافت کے سلسلہ کے جاری ہونے کی بشارت سے نوازا، جس کے ذریعہ آپ کے ہاتھ سے لگائے ہوئے اس پودے نے آسمان کی بلندیوں کی طرف سفر کرنا اور جس کی شاخوں نے دنیا کے کونے کونے میں پھیلنا تھا۔

خلافت کے اس بابرکت سلسلہ کے وعدہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس کام کو زیادہ تیزی سے پھیلانے اور اسے دنیا کے کناروں تک شہرت دینے والے ایک مصلح کے پیدا ہونے کا بھی وعدہ عطا فرمایا۔

مصلح موعود کا یہ وعدہ آج سے قریباً ایک سو بائیس سال قبل اسی ماہ فروری کی 20/تاریخ کو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود کی اسلام کیلئے محبت اور تڑپ کو قبول فرماتے ہوئے عطا فرمایا۔ اس وعدہ میں آپ کو ایک وجیہہ غلام کی پیدائش کی خوشخبری عطا فرمائی، آپ کو بتایا گیا کہ یہ بچہ آپ کی اولاد میں سے ہوگا۔ اس بچہ کو کلمۃ اللہ (اللہ کا ایک نشان)، عظیم مرتبہ والا، بڑے جلال والا اور دولت مند قرار دیا گیا، ذہانت، علم اور حلم اس کی خاص نشانیاں بتائی گئیں، اسے اللہ کا نور کہا گیا اور اس کا آنا بہت مبارک اور اللہ تعالیٰ کے جلال کے ظہور کا موجب قرار دیتے ہوئے اس کے جلد جلد بڑھنے اور زمین کے کناروں تک شہرت پانے اور دنیا کی قوموں کے اس کے ذریعہ سے برکت پانے کی خوش خبری دی گئی۔

ان پیش خبریوں کے مطابق حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد 27/مئی 1908 کو خدا تعالیٰ نے آپ کے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے خلافت احمدیہ کی بنیاد ڈالی اور افراد جماعت نے سیدنا حضرت حافظ مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اپنی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں۔

بدقسمتی سے چند لوگوں نے اس الٰہی سلسلہ کے خلاف سازشیں کرتے ہوئے خلافت کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہونے والی صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور قدرت ثانیہ قرار دینے کی کوشش کی، جبکہ حضور علیہ السلام نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ جس قدرت ثانیہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے اس کیلئے خدا تعالیٰ نے مقدر کر چھوڑا ہے کہ وہ میرے جانے کے بعد آئے گی۔

بہرحال اس گروہ کی مخالفت اور سازشوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے اپنے اس سلسلہ کو ترقیات پر ترقیات دیں اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر سیدنا حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو اس گروہ کا اندرونہ کھل کر سامنے آگیا۔

خلافت اولیٰ کے موقعہ پر تو ان لوگوں نے دبی دبی زبانوں میں خلافت سے انکار کیا تھا لیکن اس موقعہ پر نہ صرف خلافت کا کھلم کھلا انکار کر دیا بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے بھی منحرف ہو گئے اور حضور علیہ السلام کیلئے نبی کی بجائے محدث کے لفظ کا استعمال شروع کر دیا۔

غیر مبائعین کے اس خود تراشیدہ موقف کا رد قرآن اور احادیث نبویہ ﷺ ببانگ دہل کر رہے ہیں، جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

خلافت کا دامن چھوڑ کر ان لوگوں نے اپنا الگ نظام قائم کر لیا لیکن اللہ کی رسی کو چھوڑ کر کہاں کوئی کامیابی پا سکتا ہے۔ پس باوجود دنیوی علم رکھنے اور دولت پر قابض ہونے کے ان لوگوں کا شیرازہ دن بدن بکھرتا چلا گیا اور ان کا یہ نظام روز بروز سمٹتا چلا گیا۔ اس کے مقابل پر خلافت کے غریب اور مسکین متوالوں کو خدا تعالیٰ نے حبل اللہ کو تھامے رکھنے کی برکت سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات عطا فرمائیں۔ جماعت احمدیہ مبائعین کا یہ قافلہ قدرت ثانیہ کے مظاہر خلفائے احمدیت کی قیادت میں ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتا ہوا خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نتیجہ میں دنیا کے 190 کے قریب ملکوں میں پھیل گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جنہیں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنایا اور آپ کے وجود

باقی صفحہ8 پر ملاحظہ فرمائیے

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری محمدالدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17/اکتوبر 2006ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت چودھری محمدالدین صاحبؓ کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔ حضرت چودھری صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے سفرجہلم 1903ء کے دوران ایک رؤیا کی بنا پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپؓ گوہر صاحب آف ککرالی ضلع گجرات کے بیٹے تھے اور ایک قابل اور لائق استاد تھے اور ساری زندگی اپنے گاؤں کے سکول میں تعلیم و تدریس کی خدمت سرانجام دی۔ نیز آپ ایک معزز زمیندار اور پنچایت کے سرپنچ بھی تھے۔ اخبار البدر نے سفرجہلم کے دوران بیعت کرنے والوں کی جو فہرست شائع کی اس میں آپ کا نام 228 نمبر پر درج ہے۔

7/مارچ 1907ء کو حضور کو الہام ہوا: پچیس دن تک۔ یہ الہام اخبار بدر مورخہ 14مارچ 1907ء میں چھپا اور پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ 31مارچ 1907ء کو قریباً تین بجے دوپہر شہاب ثاقب ٹوٹا جو ملک کے طول وعرض میں دیکھا گیا۔ حضورؑ نے اپنے اس الہام اور نشان کا ذکر حقیقۃ الوحی میں کیا اور ساتھ بعض صحابہؓ کے خطوط بھی بطور تصدیق درج کئے۔ ان میں بیسویں نمبر پر حضرت چودھری صاحب کا نام درج فرمایا۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی شاخ جب ککرالی میں قائم ہوئی تو آپؓ اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ آپؓ نے 2جنوری 1927ء بعمر 56سال اپنے گاؤں ہی میں وفات پائی۔ آپؓ نے اگست 1907ء میں وصیت کرلی تھی۔ لیکن پہلے امانتاً آپ کو گاؤں ہی میں دفن کیا گیا اور پھر اکتوبر 1927ء میں بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

کنسائی ایئرپورٹ جاپان

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم نومبر 2006ء میں جاپان کے کنسائی ایئرپورٹ کے بارہ میں مکرم سرفراز احمد عدیل صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

کنسائی ایئرپورٹ جاپان کو بلاشبہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ ایئرپورٹ جو سمندر میں بنایا گیا ہے لیکن آہستہ آہستہ سمندر میں ڈوب رہا ہے۔ اس کی تعمیر سے قبل اندازہ تھا کہ ائیرپورٹ کی عمارت 19 سے 25فٹ تک سمندر کے اندر دھنس سکتی ہے۔ اس رپورٹ پر جنوری 1987ء میں تعمیر شروع ہوئی۔ سمندر میں موجود زمینی تہوں کو مضبوط کرنے کیلئے پائپوں کے ذریعے سمندری زمین کے اندر پانی کو باہر نکالا گیا۔ جون 1989ء میں سمندری دیوار مکمل ہوئی تو پھر تین پہاڑوں کا پتھر سمندر میں ڈال کر سمندری زمین کی سطح اونچی کی گئی۔ اس دوران اس منصوبے کے خلاف عوام کے مظاہرے بھی جاری رہے اور تعمیر کو روکنے کیلئے 24بار حملے کئے گئے۔

1989ء میں رابطہ سڑکوں کی تعمیر شروع ہوگئی۔ اس کے لئے 29ستون سمندر کے اندر گاڑے گئے یہ کام ایک سال میں مکمل ہوگیا۔ ستونوں پر بنائے گئے پل کا وزن 4ہزار ٹن تھا اور اس کی لمبائی 2 میل تھی۔ اس پُل کے اوپر سڑک تھی اور نیچے ریلوے ٹریک۔ پل پر ایک بلین ڈالر لاگت آئی اور دس ہزار افراد نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ پھر ٹرمینل کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ جس مصنوعی جزیرہ پر یہ ٹرمینل بنایا جانا تھا وہ 27فٹ تک زمین کے اندر دھنس چکا تھا۔ حالانکہ ابتدائی رپورٹ میں 19فٹ بتایا گیا تھا۔ چنانچہ اس پر ساڑھے گیارہ فٹ مزید مٹی سمندر کی تہہ میں ڈالی گئی۔ پھر ایک مشہور ماہر تعمیرات کی نگرانی میں 1991ء میں پسنجر ٹرمینل کی تعمیر شروع ہوگئی۔ سٹیل کے 30ستون بنائے گئے۔ سطح زمین سے عمارت کی چھت 85فٹ بلند تھی۔ 200ٹن کا ایک سٹیل کا ستون نصب کرکے خصوصی 200 رائٹس لگائی گئیں جو برطانیہ میں تیار ہوئی تھیں، ان میں ایسے شیشے لگائے گئے تھے جو ٹوٹتے نہیں تھے۔ عمارت کی خوبصورتی کے لئے 90ہزار شیشے کی ٹائلیں لگائی گئیں۔ عمارت کا ڈھانچہ ایسا بنایا گیا کہ اس کے ایک کنارے پر کھڑا شخص دوسرے کنارے تک بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ عمودی طرز پر بنائی گئی یہ عمارت فن تعمیر کا خوبصورت نمونہ ہے۔

عمارت میں چار ٹرمینل بنائے گئے جنہیں سنٹرل لفٹ کے ذریعے ملا دیا گیا۔ ڈیپارچر کا حصہ ایک میل لمبا ہے جو دنیا کے لمبے ترین ڈیپارچر ایریاز میں سے ایک ہے۔ لیکن تیز ترین ٹرین صرف 90 سیکنڈ میں عمارت سے جہاز تک پہنچا دیتی ہے۔ تعمیر کچھ تاخیر سے 24 ستمبر 1994ء کو مکمل ہوسکی۔ تاخیر کی ایک وجہ ائیرکنڈیشننگ سسٹم کی تنصیب بھی تھی۔ عام طور پر یہ سسٹم زمین میں لگتا ہے مگر یہاں چھت پر نصب کیا گیا۔ اس عجوبہ روزگار عمارت کا افتتاح جاپان کے بادشاہ نے کیا۔

افتتاح کے پندرہ ماہ بعد شدید زلزلہ آیا جس کی شدت ریکٹرسکیل پر 7.2 تھی۔ اس زلزلے کے نتیجے میں ایئرپورٹ سے اٹھارہ میل دُور شہر ’’کوبے‘‘ دس فٹ تک زمین میں دھنس گیا، پانچ ہزار لوگ مرگئے اور 25ہزار زخمی ہوئے۔ املاک کے نقصان کا کوئی اندازہ نہیں تھا لیکن ائیرپورٹ یہ جھٹکا سہ گیا۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ائیرپورٹ کی بنیادوں میں 75فٹ چوڑے اور دوٹن وزن کے پتھر ڈالے گئے تھے۔ پھر تین سال گزرے تو 22 ستمبر 1998ء کو 130 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سمندری طوفان آگیا۔ ائیرپورٹ خوش قسمتی سے طوفان بھی جھیل گیا۔ لیکن ماہرین کو فیصلہ کرنا پڑا کہ آئندہ طوفانوں سے بچاؤ کے لئے اس کے گرد ایک حفاظتی دیوار بنانی ضروری ہے۔ تاہم اس تعمیر کے دوران ائیرپورٹ کو بند نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ ائیرپورٹ پر ہر سال ایک لاکھ ساٹھ ہزار جہاز اترتے اور روانہ ہوتے تھے۔ چنانچہ مزید ایک اَور رن وے کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا جو اس وقت تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔

نئی عمارت بنانے کے باوجود پہلے ائرپورٹ کی عمارت ہرسال ایک فٹ نیچے ہورہی ہے حالانکہ اس میں نوسو کنکریٹ کے بلاک بنیادوں میں لگائے گئے ہیں جو سب کمپیوٹر سے منسلک ہیں اور 15انچ تک اوپر نیچے کئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ائیرپورٹ کے 900 پاؤں ہیں جن کا وزن 30 ملین ٹن ہے۔ یہ طریق جاپان میں پہلے بھی مختلف جگہوں میں استعمال کیا جاچکا ہے۔ کنسائی ائیرپورٹ کی عمارت کی خاص بات یہ ہے کہ ہرشے بیک وقت اوپر نیچے کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ کئی بار پوری عمارت کی مختلف انداز سے اوپر نیچے ایڈجسٹمنٹ کی جاچکی ہے۔ ہرسال ائیرپورٹ کی سیڑھیوں میں دومزید سیڑھیاں بھی شامل کی جاتی ہیں تاکہ سمندر کی تہہ میں دھنسنے والی سیڑھیوں کا ازالہ ہوسکے۔

اس ائیرپورٹ کو دو مالیاتی فائدوں کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا تھا۔ ایک جاپانی معیشت بڑھانے کے لئے اور دوسرا ایشیا کی ٹریفک کو دوسرے براعظموں سے ملانے کے لئے۔ لیکن یہ دونوں خواب پورے نہ ہوسکے۔ اس ائیرپورٹ پر اب تک 15 بلین ڈالر خرچ ہوچکے ہیں جن میں 40% اس کو ڈوبنے سے بچانے پر صرف ہوئے ہیں۔ یہ ائیرپورٹ قرضوں کے ڈھیر کے نیچے دبا ہوا ہے اور اس پر ہرسال تقریباً 560ملین ڈالرز کا سود چڑھ رہا ہے۔ اس ائیرپورٹ پر لینڈنگ فیس بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اکثر ائیرلائنز یہاں نہیں اترتیں۔ یہ دنیا کا دوسرا مہنگا ترین ائیرپورٹ ہے۔

محترم چودھری محمد حسین واہلہ صاحب

مکرم چوہدری محمد حسین واہلہ صاحب 21 ستمبر 2006ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ چک 87 شمالی ضلع سرگودھا کے معزز زمیندار تھے۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم نومبر 2006ء میں آپ کے بارہ میں مکرم مولانا محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

محترم واہلہ صاحب اپنی اولاد کو دینی ماحول میں رکھ کر تربیت دینے کی خاطر 1977ء میں ربوہ آگئے اور یہاں خود بھی خدمت دین کی خوب توفیق پائی۔ 1982ء میں اپنا مکان بھی تعمیر کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے نصف صدی سے زائد مسلسل اپنے محلّہ میں بطور صدر جماعت کام کرنے کی توفیق ملی ہے۔ مکرم واہلہ صاحب لمبا عرصہ بطور سیکرٹری امور عامہ میرے ساتھ خدمت سلسلہ کرتے رہے۔ آپ گریجویٹ تھے، علم وفضل میں مجھ سے بہتر تھے لیکن بہت اکرام سے پیش آتے تھے۔ بڑی ذمہ داری اور اخلاص سے کام کرتے تھے۔ شخصیت پُروقار تھی۔ اصلاح بین الناس کا کام بڑی عمدگی سے کرتے تھے۔ ہرایک کی بہتری کے خواہاں تھے۔ محکمہ قضاء میں آنریری قاضی تھے۔

واہلہ صاحب صلہ رحمی کرنے والے اور ملازم سے نہایت عمدہ سلوک کرنے والے تھے۔ اُن کے ملازم کو مَیں پہلے اُن کا کوئی رشتہ دار سمجھتا تھا۔ آپ کو کبھی میں نے دکانوں اور فضول مجلسوں میں بیٹھے نہیں دیکھا۔ نہ گھر سے کبھی ننگے سر نکلتے تھے۔ تمباکونوشی وغیرہ کی کوئی لغو عادت نہیں تھی۔ صفائی پسند تھے۔ لباس ڈھیلا ڈھالا اور پُروقار ہوتا تھا۔ اس حدیث کی تصویر تھے کہ اہل جنت سادہ مزاج ہوتے ہیں۔ کوئی ان میں نمودونمائش نہیں ہوتی۔ ان کا قول وفعل سدید ہوتا ہے۔

آپ صوم وصلوٰۃ (باجماعت) کے پابند تھے۔ ہمیشہ پہلی صف میں نظر آتے۔ مالی جہاد میں بہت اچھے تھے، موصی تھے، کبھی کسی بھی چندہ میں بقایادار نہیں رہے۔ جوانی میں والی بال کے بہترین کھلاڑی بھی تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے غرباء میں تلاش کیا کرو۔ واہلہ صاحب غرباء کا خیال بھی رکھا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ عیدالفطر کے موقع پر مجھے اپنے ساتھ لے کر مستحقین میں نقدی اور مٹھائی کے ڈبے تقسیم کیا کرتے تھے۔ یہ کام اخفاء کے ساتھ ہوتا تھا۔ میرا اُن سے تعلق ان کی خوش خلقی اور نیکی کی وجہ سے تھا۔ آپ بہت اچھے دوست و بھائی تھے۔ آپ نے اولاد بھی نیک پیچھے چھوڑی۔ ایک بیٹا مکرم منور احمد واہلہ صاحب واقف زندگی ہیں اور عملہ حفاظت خاص کے نائب افسر ہیں۔

سبزیوں کے کرشمے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18اکتوبر 2006ء میں مکرم حکیم عبدالحق بٹ صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں سبزیوں کے فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

گاجر آنکھ کو نور اور دل کو سرور وتقویت ہی نہیں دیتی، سرطان جیسے مرض کے لئے بھی ڈھال ثابت ہوتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق گاجر میں موجود ایک مرکب FALCARINOL میں کیڑے مار صلاحیت ہوتی ہے۔ اس قدرتی کرم کش سے تجربہ گاہ کے چوہوں میں سرطان کے خطرے میں ایک تہائی کمی دیکھی گئی۔ یہی مرکب گاجر کو پھپھوندی لگنے کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس تحقیق کی تکمیل کے بعد لوگوں کو دن میں پانچ مرتبہ سبزیاں اور پھل کھانے کے بجائے، ایک خاص قسم کی سبزی یا پھل ایک خاص مقدار میں کھانے کا مشورہ دیا جاسکے گا۔ اس تحقیق کے بعد کسانوں کو یہ بتانا بھی ممکن ہوجائے گا کہ وہ سبزیوں کی کس قسم کی زیادہ کاشت کریں۔ اب تک یہ تجربہ تازہ کچی گاجروں کے استعمال تک محدود ہے، اب یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا یہی فائدہ ابلی ہوئی گاجروں اور ان کا رس استعمال کرنے سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر برینڈ کے مشورے کے مطابق مناسب یہ ہے کہ لوگ روزانہ ایک چھوٹی تازہ گاجر کے ساتھ دیگر سبزیاں اور پھل بھی کھاتے رہیں۔ ان کے مطابق فال کیرینول کی زیادہ مقدار زہریلی ہوتی ہے لیکن یہ مہلک مقدار ایک ہی دفعہ 400 کلوگرام گاجر کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26/اکتوبر 2006ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام صاحب کی ایک طویل نظم ’’نظام وصیت‘‘ سے انتخاب پیش ہے:

نظام وصیت نظام خدا ہے
ضمیرِ زمانہ کا یہ ہمنوا ہے
اگر ہے ضعیفوں کو مثل عصا یہ
تو محتاج بندوں کا حاجت روا ہے
سہاگن ہوئیں اس سے بیوائیں کتنی
ہزاروں یتیموں کا یہ آسرا ہے
یہ بیعت کنندہ کا ہے امتحاں بھی
مگر درحقیقت جزا ہی جزا ہے
ہے بیعت قدم پہلا الفت کی رہ میں
وصیت ہے کیا شے وفا در وفا ہے
اسی میں ہے خوشنودیٔ حق تعالیٰ
یہی تو مسیح الزماں کی رضا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

29th February 2008 – 6th March 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 29th February 2008

00:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:00	Al Maa'idah
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 9th October 1997.
02:25	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Mauritius.
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th November 1997.
05:00	Moshaairah: an evening of poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 19th May 2007.
08:05	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 81.
08:30	Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:20	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 2, recorded on 10th February 1994.
10:05	Indonesian Service
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55	Tilaawat & MTA News
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:20	Dars-e-Hadith
14:30	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:10	Friday Sermon [R]
17:25	Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak. Part 2.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:25	Food for thought: a talk hosted by Dr Mohyuddin Mirza on various religious issues.
22:50	Urdu Mulaqa'at: Session no. 2 [R]

Saturday 1st March 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:40	Le Francais C'est Facile: lesson no. 81
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th October 1997.
02:20	Spotlight: an interview with Dr Ihsanul Haque, hosted by Ahmad Mubarak. Part 2.
03:25	Friday Sermon: recorded on 29th February 2008.
04:45	Food for thought: a talk hosted by Dr Mohyuddin Mirza on various religious issues.
05:15	Urdu Mulaqa'at: Session no. 2
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 13th January 2007.
08:00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood
08:30	Friday Sermon: rec. 29/02/08 [R]
09:40	Wildlife Of Australia: a documentary on the attractions of Australia.
10:00	Indonesian Service
11:10	French Service
12:00	Tilaawat & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Intikhab-e-Sukhan
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:05	Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
16:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 15th October 1997.
17:45	Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maood
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	International Jama'at News
21:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th April 1984.
21:35	Australian Wildlife [R]
22:00	Pakistan National Assembly 1974 [R]
23:15	Friday Sermon: rec. 29/02/08 [R]

Sunday 2nd March 2008

00:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 15th October 1997.
02:40	Friday Sermon: rec. 29/02/08
03:45	Dars-e-Hadith
04:00	Moshaairah: an evening of poetry
04:40	Question and Answer Session [R]
05:40	Wildlife of Australia [R]
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor, recorded on 11th February 2007.
08:20	MTA Variety: a documentary on the Ahmadiyya Peace Village in Canada.
08:55	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Scandinavia.
09:30	Learning Arabic: Lesson no. 13
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 27th April 2007.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:00	Friday Sermon: Rec. 29th February 2008.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:15	Learning Arabic: lesson no. 13 [R]
16:35	Huzoor's Tours: Scandinavia [R]
17:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th April 1998.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA International News Review
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:10	MTA Variety [R]
22:50	Huzoor's Tours [R]
23:20	Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 3rd March 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th October 1997.
02:10	MTA Variety
02:40	Friday Sermon: rec. 29th February 2008.
03:50	Learning Arabic: lesson no. 13
04:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th April 1998.
05:20	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class held with Huzoor. Recorded on 18th March 2007.
08:10	Le Francais C'est Facile: lesson no. 90
08:30	Spotlight: an Urdu speech by Maulana Inam Ghaury.
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1998.
10:10	Indonesian Service
11:20	Medical Matters: Dental Health
12:00	Tilaawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	Friday Sermon: recorded on 12/01/2007
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
16:15	Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st October 1997.
18:35	Arabic Service
19:35	Spotlight [R]
20:10	Medical Matters
20:40	MTA International Jama'at News
21:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Tuesday 4h March 2008

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 90
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st October 1997.
02:40	Friday Sermon: rec. 12th January 2007.
03:50	Rencontre Avec Les Francophones
04:55	Medical Matters: Dental Health.
05:25	Spotlight
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 14th April 2007.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th April 1998.
09:30	Global Warming: Dr Muhammad Iqbal hosts a discussion programme on the topic of Global Warming.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:10	Tilaawat, Dars & MTA News
13:05	Bangla Schomprochar
14:10	Jalsa Salana UK 2004: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
15:15	Global Warming [R]
16:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
17:25	Question and Answer session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Global Warming [R]
22:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
23:05	Jalsa Salana Canada 2004 [R]

Wednesday 5th March 2008

00:10	Tilaawat, Dars & MTA News
01:10	Learning Arabic: lesson no. 14
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 22nd October 1997.
02:45	Global Warming
03:55	Question and Answer Session
04:40	Jalsa Salana UK 2004.
06:00	Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor recorded on 19th May 2007.
08:00	Seerat Hadhrat Masih Maood
08:35	Fraser Island: a guided tour to Fraser Island
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th April 1998. Part 2.
09:55	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:00	Tilaawat & MTA News
12:45	Bangla Shomprochar
13:50	From the Archives: Friday sermon recorded on 24th January 1986.
14:55	Jalsa Salana UK: speech delivered by Sheikh Nasir Ahmad about the Ahmadiyya Community's service to the world in the last century, recorded on 11th August 1989.
15:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:20	The Achievers Edge
17:05	Fraser Island [R]
17:00	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 334, recorded on 23rd October 1997.
20:50	MTA International Jamaat News
21:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:25	Jalsa Salana UK 1989 Speech [R]
22:55	From the Archives [R]

Thursday 6th March 2008

00:00	Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 334, recorded on 23rd October 1997.
02:15	Documentary on the Fazle Umar Hospital
02:35	Hamaari Kaaenaat
03:15	Fraser Island
03:40	From the Archives
04:40	The Achievers Edge
05:30	Jalsa Salana UK 1989 Speech
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor, recorded on 20th May 2007.
08:05	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 17, recorded on 15th May 1994.
09:30	Pushto Service: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw), presented by Irshad Ahmad Khan.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: recorded on 27th May 2005.
12:00	Tilaawat & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar: Bengalis translation of Friday Sermon.
13:55	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 213, recorded on 18th November 1997.
15:05	English Mulaqa'at [R]
16:20	Friday Sermon: delivered on 27/05/05. [R]
17:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 338, recorded on 30th October 1997.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA Interntional News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 213, recorded on 18th November 1997.
22:05	Huzoor's Tours: Huzoor's visit to Mauritius
22:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 22 February, 2008 | Issue No. 08

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

رب ذوالجلال کے قہری نشان کا خارق عادت رنگ میں ظہور

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعودؑ نے ڈنکے کی چوٹ اقصائے عالم تک پوری شوکت وعظمت کے ساتھ منادی فرمائی کہ:

’’خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو، پہاڑ ٹل جاتے ہیں، دریا خشک ہوجاتے ہیں، موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہولے‘‘۔

(اشتہار 5 دسمبر 1900ء مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 80 حاشیہ)

دعویٔ مسیحیت کے چند ماہ بعد آپ پر ایک قہری نشان کا انکشاف ہوا کہ

’’ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ یعنی وہ کتّا ہے اور کتّے کے عدد پر مرے گا جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا‘‘۔

(ازالہ اوہام جلد اول صفحہ 187-186 طبع اول وسط 1891ء مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر اشاعت ذی الحجہ 1308ھ مطابق جولائی 1891ء)

رب ذوالجلال کا یہ قہری نشان پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی 52 سال کی عمر میں پھانسی کے ذریعہ جس طرح کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہو چکا وہ تاریخ عالم کا ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے۔ اس نشان کے خارق عادت طور پر ظہور کے متعدد حیران کُن گوشے منظر عام پر آچکے ہیں اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ نئے سے نئے رنگ میں منصۂ شہود پر آرہے ہیں۔ مثلاً ملک زاہد جیسے مشہور سکالر کی کتاب ’’ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم‘‘ (یکے از مطبوعات ’’حرمت‘‘ اسلام آباد، اشاعت اگست 1990ء) کے صفحات 302 تا 306 سے پہلی بار یہ واقعہ منظر عام پر آیا ہے کہ ملک کے مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان (مولد بھوپال 27 اپریل 1936ء) جنہیں وزیر اعظم بھٹو صاحب نے ہالینڈ سے بلوا کر ایٹمی توانائی کمیشن کا عہدہ سپرد کیا تھا جس کے باعث وہ ان کے دل سے معتقد تھے بعد ازاں جب 31 جولائی 1976ء کو وزارت دفاع میں ان کی براہ راست نگرانی میں انجینئرنگ ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ (پروجیکٹ 706) کو بھی مکمل اختیارات اور خود مختار منصوبے کی حیثیت دے دی گئی۔ (صفحہ 96) تو وہ ان کے اور زیادہ قریب اور مداح ہوگئے۔ اور جب بھٹو صاحب کی سزائے موت کی اپیل ضیاء الحق کے دور میں سپریم کونسل نے مسترد کر دی تو ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے بھٹو صاحب کو بچانے کے لئے ضیاء الحق کے نام زوردار الفاظ میں جان بخشی کی اپیل پیش کی۔ انہیں یقین تھا کہ بھٹو صاحب کی جان بچ جائے گی۔ مگر چونکہ آسمانوں پر اس کے خلاف 1891ء سے فیصلہ ہو چکا تھا اس لئے ضیاء الحق نے بھی یہ اپیل ردی کی ٹوکری میں ڈال دی اور بھٹو صاحب 4 اپریل 1979ء کو اپنے رسوائے عالم فیصلہ 7 ستمبر 1974ء کی پاداش میں پھانسی پا کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے اور خدا کی بات پوری ہوگئی۔

اب جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی اپیل اور اس کے حشر کی تفصیل مؤلف کتاب ملک زاہد کے قلم سے پڑھئے۔ فرماتے ہیں:

’’ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا شمار بھی ان شخصیات میں ہوتا ہے جن کا خیال تھا کہ (بھٹو صاحب کے اپنے الفاظ کے مطابق) ’’یہ سب کچھ ان کے اعصاب توڑنے کے لئے کیا جارہا ہے‘‘۔ ڈاکٹر خاں کو یقین تھا کہ بھٹو صاحب کو پھانسی دیئے جانے کا ’’بڑا اور تباہ کن‘‘ اقدام نہیں کیا جائے گا لیکن ڈاکٹر خاں نے اپنی اہلیہ ہینی خاں کے علاوہ اپنے دو تین قریبی دوستوں کو بھی بتایا کہ وہ بھٹو کو پھانسی دیئے جانے کے اس لئے خلاف نہیں کہ وہ پی پی پی کے سربراہ یا وزیر اعظم پاکستان رہے ہیں بلکہ بھٹو کو پھانسی دیئے جانے پر اس لئے ناقابل برداشت صدمہ ہوگا کہ وہ خالق کہوٹہ ہیں۔ ڈاکٹر خاں نے ایک مرتبہ ایک نشست میں مجھے کہا تھا اور مجھے ان کے یہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں:۔

’’میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کا ایمان ہے کہ اللہ کی رضا کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہلتا۔ کہوٹہ جس طرح معرض وجود میں آیا یہ اللہ کا اپنا نظام ہے۔ کہوٹہ میں ہم نے پاکستان کے لئے جو کچھ بنا دیا ہے وہ ایک معجزے سے کم نہیں۔ یہ درست ہے کہ اس مقدس سرزمین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کام لیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر ذوالفقار علی بھٹو نہ ہوتے تو میں یہ معجزہ سرانجام نہ دے سکتا تھا......‘‘

بھٹو صاحب کی حیات کے آخری دنوں میں جب یہ افواہیں گرم ہونے لگیں کہ صدرِ پاکستان چونکہ بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ عدالت کے فیصلے پر کسی بھی لحاظ سے متاثر ہونے کی کوشش نہ کریں گے اس لئے اب جبکہ سپریم کورٹ نے بھٹو کی اپیل کو مسترد کر دیا ہے تو اب ان کا بچ نکلنا مشکل ہے، ڈاکٹر عبدالقدیر شدید پریشان رہنے لگے۔ اتفاق سے انہی دنوں ان کی صدرِ پاکستان سے ملاقات تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اہلیہ کے علاوہ ایک دو قریبی اور بااعتماد دوستوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ وہ صدر پاکستان سے اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ بھٹو کی رحم کی اپیل منظور کر لی جائے اور ان کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی جائے بلکہ ہو سکے تو انہیں بیرون ملک چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن پھر ڈاکٹر خاں کو خیال آیا کہ شاید وہ صدر پاکستان جو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی تھے اور ان دنوں زیادہ تر وردی میں رہنے لگے تھے، کے ساتھ ملاقات میں اس موضوع پر بہت تفصیل سے بات نہ کر سکیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ صدرِ پاکستان کے پاس اتنا وقت ہی نہ ہو کہ وہ کہوٹہ کے معاملات پر بات چیت کے بعد بھٹو کی پھانسی کے موضوع پر بھی میری تفصیلی معروضات سن سکیں اس لئے وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے اسے انہوں نے کاغذ پر منتقل کر دینے کا فیصلہ کیا۔ صدر پاکستان سے ملاقات سے دو دن قبل وہ ہر لمحہ اس موضوع پر سوچتے رہتے اور اس حوالہ سے ان کے ذہن میں جو بھی دلیل آتی وہ اسے لکھ لیتے۔ ملاقات سے ایک رات قبل وہ اپنے سٹڈی (study) میں بیٹھ گئے اور رات گئے انہوں نے دس صفحات پر مشتمل ایک دستاویز تیار کر لی جس کے متعلق ان کو یقین تھا کہ ’’اگر صدر نے میری معروضات پڑھ لیں تو بھٹو صاحب پھانسی سے بچ جائیں گے‘‘۔ یہ دستاویز آج بھی مرحوم صدر کے کاغذات میں موجود ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے مجھے بتایا کہ وہ صدر پاکستان سے ملاقات کے بعد جب اٹھ کر آنے لگے تو انہوں نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ بند لفافہ نکالا اور صدر صاحب کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ فرصت کے لمحات میں میری ان معروضات کو پڑھ لیں۔

پاکستان کی حقیقی صورت حال اور اندرون ملک کے مضبوط اور کمزور پہلوؤں سے مکمل واقفیت اور ملکی امور پر اپنا واضح اور مضبوط نقطۂ نظر رکھنے کے باوجود ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے ملک کے داخلی معاملات پر کبھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ ان کا کہنا ہے کہ ’’میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں اور ان کے راہنماؤں کے حوالے سے ایک اپنا نقطۂ نظر رکھتا ہوں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ کون سی جماعت پاکستان کو درپیش مسائل حل کرنے کی اہل ہے لیکن سیاسی جماعتوں پر رائے زنی کرنا میرا منصب نہیں ہے۔‘‘ ایک اور موقعہ پر ڈاکٹر خاں نے مجھے بتایا کہ ’’میں جو کچھ کر رہا ہوں پاکستان اور پاکستان کے دس کروڑ عوام کے لئے کر رہا ہوں۔ میرا کسی فرد یا کسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں‘‘۔

لیکن ایک موقعہ ایسا آگیا جب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے اپنے اصول کے برعکس ملک کے اندرونی معاملات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ بقول ان کے ’’اگر میں ایسا نہ کرتا تو میرا ضمیر ساری زندگی مجھے ملامت کرتا رہتا‘‘۔ اور یہ موقعہ وہ تھا جب نواب محمد احمد خاں قتل کیس میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو ہائی کورٹ کی طرف سے سنائی گئی سزائے موت کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی گئی۔ اپیل مسترد ہوگئی اور یہ کہا جانے لگا کہ اب بھٹو کا تختۂ دار سے بچ نکلنا مشکل ہوگیا ہے۔ میں ان دنوں روزنامہ نوائے وقت کا ریذیڈنٹ ایڈیٹر تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بھٹو خاندان کے مخلص ترین اور قریب ترین دوست اور معروف معالجِ دندان ڈاکٹر ظفر نیازی اور اسی طرح ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے علاوہ بعض دیگر بھٹو پسند حضرات کو پختہ یقین تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو جیسی بڑی اور ملک کے چاروں صوبوں میں مقبول شخصیت کو پھانسی نہیں دی جاسکتی اور صدر جنرل محمد ضیاء الحق بالآخر ان کی جان بخشی کر دیں گے۔ ان حضرات کا یہ بھی مؤقف تھا کہ بھٹو صاحب کو عالمی سطح پر بھی پذیرائی حاصل ہے اس لئے انہیں بالآخر رہا کرنا ہی ہوگا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ بھٹو تختہ دار سے نہیں بچ سکتے۔ ایک دن ڈاکٹر ظفر نیازی صاحب نے کہا کہ ملک صاحب آپ کس طرح وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ بھٹو کے مقدر میں پھانسی لکھ دی گئی ہے۔ میں نے کہا اس حوالے سے میرے یقین کی بنیاد پاکستان پیپلز پارٹی اور بعض غیر ملکی مبصرین کا بھی یہ نعرہ ہے کہ ’’قبر ایک ہے اور آدمی دو‘‘ یا یہ کہ ’’گردنیں دو ہیں اور پھندہ ایک‘‘۔ اب دیکھیں دونوں (یعنی صدر ضیاء الحق اور بھٹو) میں سے کون کس کو گرانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ میں نے کہا جب آپ خود ہی صدر ضیاء الحق کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ چھوڑتے ہی نہیں کہ اگر انہوں بھٹو کو لحد میں نہ اتارا تو بالآخر بھٹو کے ہاتھوں مارے جائیں گے تو پھر وہ کس طرح اور کیونکر بھٹو کو معاف کر سکتے ہیں۔ میں نے سمجھایا کہ ایسی صورت حال میں جو آدمی پہلے ہی قابو آچکا ہے اسی ہی کی گردن میں پھندا پڑے گا۔ مجھے اس حد تک یقین تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کو تارا مسیح کے حوالے کر دیا جائے گا کہ میں نے 4 اپریل 1979ء کو بھٹو کو دی جانے والی پھانسی پر نوائے وقت کا خصوصی ضمیمہ 25 مارچ کو کتابت کروا کر تیار کر لیا تھا اور اس کی سِیل بند کاپیاں اخبار کے لاہور، ملتان اور کراچی دفاتر میں ارسال کر دی تھیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے مجھے بتایا کہ جب 4 اپریل کو بھٹو کو پھانسی دے دی گئی اور اس سانحہ کے کوئی ایک ماہ بعد میں صدر پاکستان اور سی ایم ایل اے سے کہوٹہ پلانٹ کے سلسلہ میں ملا اور ملاقات کے بعد واپس آنے لگا تو صدر صاحب حسبِ معمول مجھے میری گاڑی تک چھوڑنے آئے۔ جب میں گاڑی میں بیٹھنے لگا تو انہوں نے میرا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا ’’میں نے آپ کی معروضات پڑھ لی تھیں۔ آپ ایٹمی سائنسدان کے علاوہ ایک اچھے وکیل بھی ہیں لیکن میں نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اپنے ضمیر اور قانون کے تقاضوں کے مطابق تھا‘‘۔

(صفحہ 302 تا صفحہ 306)

اللہ جل شانہٗ کی پر اسرار قدرت نمائی کہ یہ پہلو تو واضح ہی ہے کہ باوجود ایک نہایت عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود جناب عبدالقدیر صاحب جیسے بین الاقوامی شہرت یافتہ اور پاکستان کے ہیرو کی اپیل ردّی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی لیکن یہ امر بھی خصوصی توجہ کا مستحق ہے کہ اصل پیشگوئی میں یکے بعد دیگرے دو معاندین کی ہلاکت کی خبر تھی۔ دوسرے معاند کے ہاتھوں سے پہلے دشمنِ احمدیت کا کام تمام ہوا اور دوسرا 17 اگست 1988ء کو ہوائی جہاز میں اسی دنیا میں بھسم ہو گیا۔ جس سیاہ موت قیامت تک لیکھرام کے قاتل کے مسئلہ کی طرح معمہ اور چیستان بنا رہے گا۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں